ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
ستمبر 2022ء جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 09

جرمنی میں مبلغ احمدیت کی آمد پر 100 سال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جرمنی میں مسجد احمدیہ

بہت عرصہ سے جرمنی میں مسجد احمدیہ کے لئے خرید زمین ودیگر انتظام تعمیر کی کوشش کیجا رہی تھی اب ستمبر گذشتہ سے مولوی مبارک علی صاحب اسی کام کے لئے وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ اور ہم انکا خط آیا ہے کہ بفضلہ تعالےٰ۔ ۲ ایکڑ زمین خریدنے کا انتظام کر لیا ہے۔ ایکسچینج کی وجہ سے اسوقت خرید زمین اور طیاری مسجد کے لئے کل خرچ کا اندازہ بیس ہزار روپیہ تک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا منشاء مبارک ہے۔ کہ بجائے جماعت میں عام تحریک کرنے کے چند دوست بہت جلد اس رقم کو پورا کر دیں تاکہ ایکسچینج کا فائدہ حاصل ہو سکے۔ یہ چندہ مسجد احمدیہ جرمنی کے نام پر ۱۵/ دسمبر ۱۹۲۲ء تک جمع ہو جانا چاہئے۔

(والسلام نیاز مند ناظر بیت المال)

(الفضل قادیان 20 نومبر 1922ء)

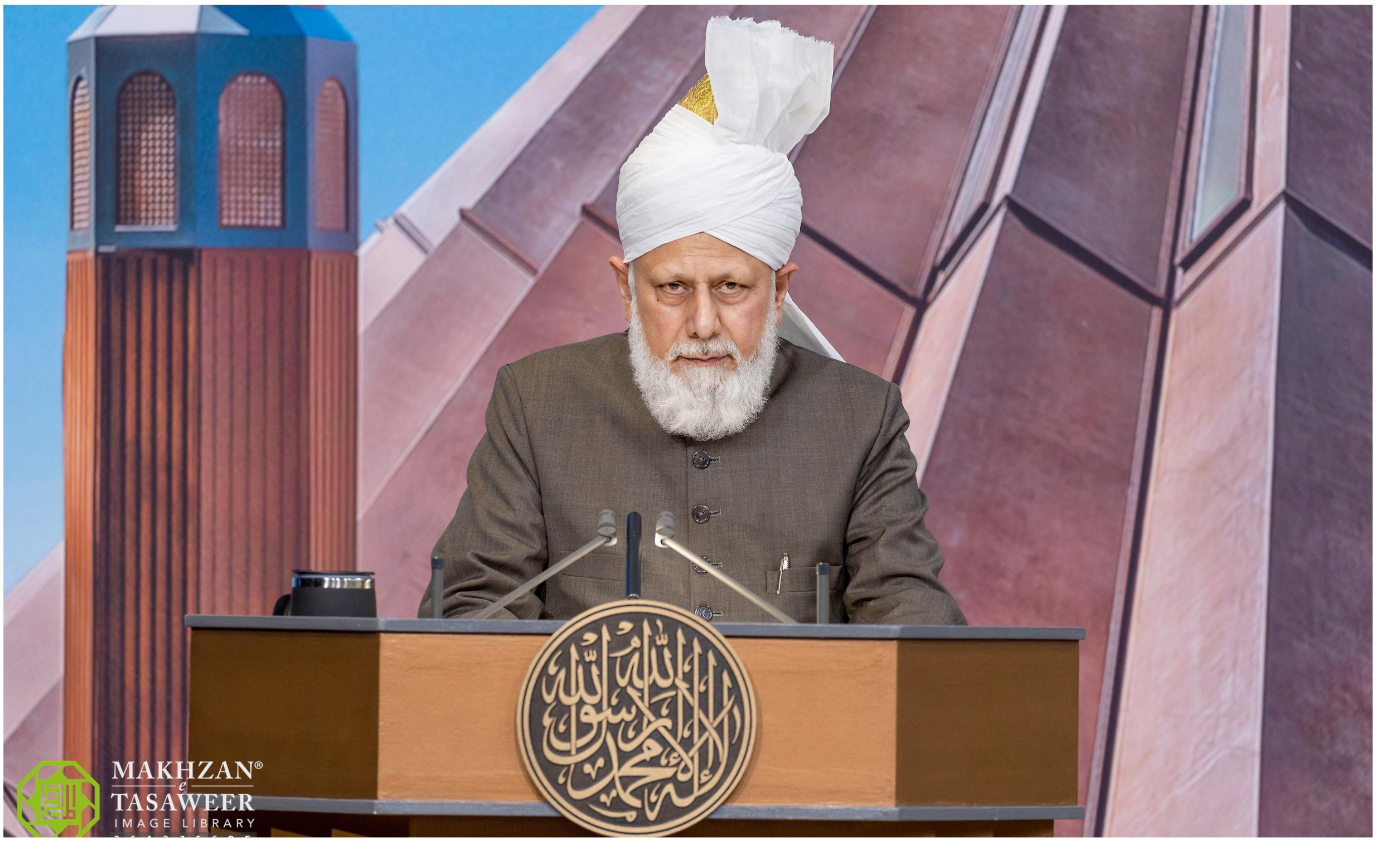

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 21 اگست 2022ء کو
شاملین جلسہ سالانہ جرمنی سے ایم ٹی اے کے ذریعہ مسرور ہال اسلام آباد سے اختتامی خطاب فرمایا

تصویر بشکریہ: شعبہ سمعی و بصری جرمنی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حقیقی اور پائیدار امنِ عالم کا قیام

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جماعت احمدیہ جرمنی کے چھیالیسویں جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں ایک چشم کشا خطاب فرمایا۔ اس خطاب کے اہم نکات ہدیہ ٔ قارئین ہیں:

گزشتہ سالوں میں آنے والی کووڈ کی وبا ختم ہوئی تو جنگوں کے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ دنیا جب تک خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرے گی یہ حالات بہتر نہیں ہوں گے۔

ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ممالک کو اسلحہ مہیا کرتے رہے اور یہ بھول گئے کہ جنگوں کے یہ حالات ان ترقی یافتہ ملکوں پر بھی آسکتے ہیں اور اب جبکہ جنگ کے اثرات یورپ پر بھی آ گئے ہیں اگر عقل سے کام نہ لیا تو دنیا میں ان جنگوں کی وجہ سے ایک خوفناک تباہی آئے گی۔

اس زمانے کے فرستادے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی زور سے تنبیہ کی ہوئی ہے کہ

''اے یورپ! تو بھی اَمن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269)

ایک عرصے سے میں بھی دنیا کے لیڈروں کو توجہ دلا رہا ہوں لیکن وہ دین کو بھول کر دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ نہ مسلمان اور نہ ہی دیگر حکومتیں اس طرف آنا چاہتی ہیں۔ اب تو ماہرین بھی کہہ رہے ہیں کہ ایٹمی جنگوں کی وجہ سے ایسی تباہی ہوگی جس کے بارے میں عام انسان سوچ بھی نہیں سکتا، ایک اندازہ کے مطابق جنگ کی صورت میں دنیا کی 66 فیصد آبادی ختم ہو جائے گی۔

دنیا میں امن کی ضمانت صرف اور صرف شہنشاہِ امن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے امن وسلامتی کی تعلیم کے ساتھ بھیجا تھا جس نے دنیا میں اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کے لیے اپنی زندگی ہلکان کرلی تھی۔ آپؐ نے ایسی جامع تعلیم عطا فرمائی کہ اَور کوئی تعلیم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لیکن افسوس کہ مسلمان اس تعلیم کو بھول گئے اور ایمان کے نعرے لگا کر غیروں سے مدد طلب کرتے ہوئے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔ کلمہ گو افراد کو قتل کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ بدقسمتی اَور کیا ہوگی۔

باقی صفحہ 34 پر

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

صفر 1443 ہجری قمری | ستمبر 2022ء | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 09 | تبوک 1401 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04 قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام

05 تبرّکات: الٰہی جماعتوں کی مخالفت

06 نظم: مَیں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

07 جرمنی میں جماعت احمدیہ کا قیام اور اوّلین مبلغ سلسلہ کی خدمات

13 منظوم کلام: خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

14 جرمنی میں تبلیغ اسلام احمدیّت کا آغاز

15 مکرم مولانا مبارک علی بنگالی صاحب کے حالاتِ زندگی

17 تعریف کے قابل ہیں یارب ترے دیوانے

18 منظوم کلام: اس کی بعثت اُخریٰ میں آخرین گئے

20 تعارف کتب: تذکرۃ الشہادتین

21 چراغ میرا ہے رات اُن کی

25 الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے

28 منظوم کلام: اے شہر خرد والو! ماضی پہ نظر ڈالو

29 ربوہ میں خادم رضوی کے نام کا نعرہ نہ لگانے پر قتل

32 ماہ ستمبر تاریخ کے آئینہ میں

33 جماعتی سرگرمیاں: 56 واں جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء

35 جماعتی سرگرمیاں: 46 واں جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء

39 ہوائیں تیرے فضلوں کا مُنادی

43 تاریخ جرمنی

45 دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

47 ادبی صفحہ: مرحوم کی یاد میں

48 بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

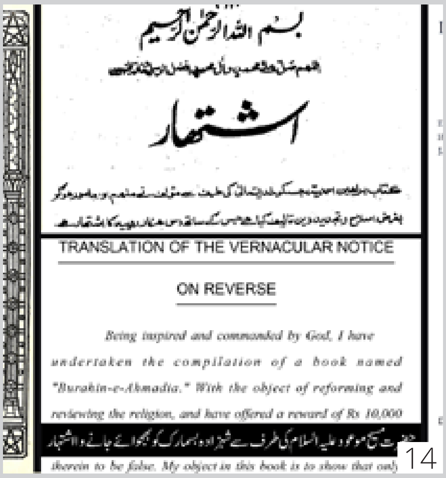
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشتہار

TRANSLATION OF THE VERNACULAR NOTICE

ON REVERSE

Being inspired and commanded by God, I have undertaken the compilation of a book named "Burahin-e-Ahmadia." With the object of reforming and reviewing the religion, and have offered a reward of Rs 10,000 therein to be false. My object in this book is to show that only

14

تذکرۃ الشہادتین

20

04

07

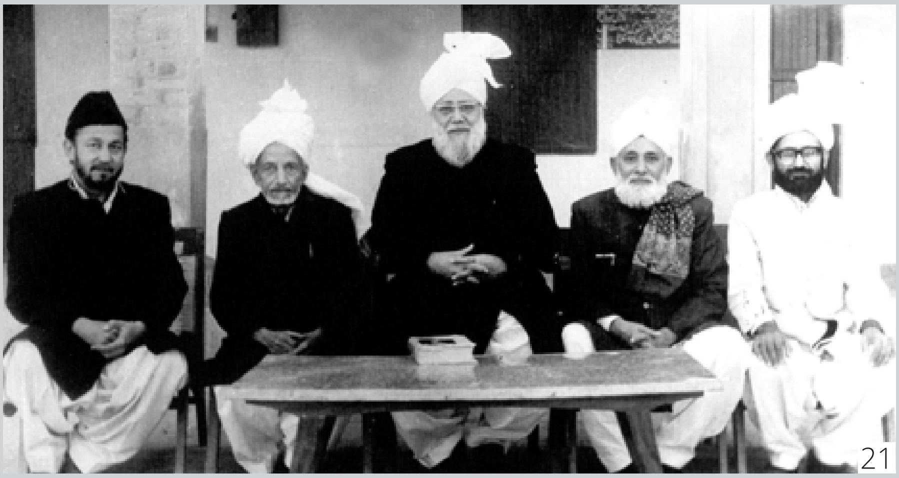
21

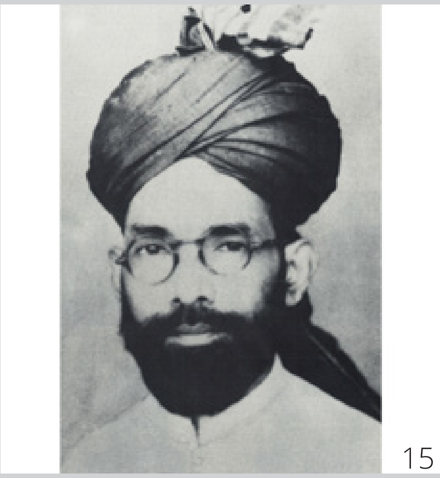
15

35

41

46

29

45

قال اللہ جلّ جلالہٗ

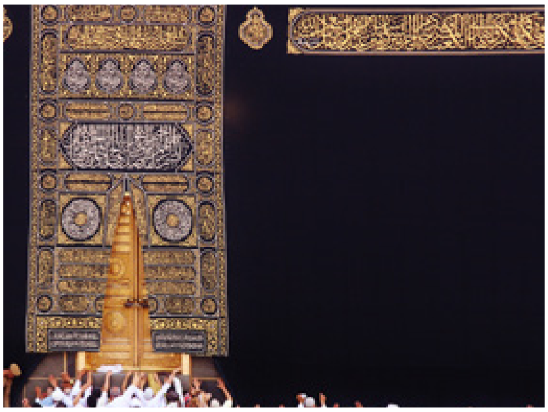

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ
وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا

(الفرقان:32)

اور اسی طرح ہم ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنا دیتے ہیں۔
اور بہت کافی ہے تیرا ربّ بطور ہادی اور بطور مددگار۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:
إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى ضَلاَلَةٍ وَ يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ

(سنن الترمذی: کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخالف چاہتے ہیں کہ میں نابود ہو جاؤں اور ان کا کوئی ایسا داؤ چل جائے کہ میرا نام و نشان نہ رہے مگر وہ ان خواہشوں میں نامراد رہیں گے اور نامرادی سے مریں گے اور بہتیرے اُن میں سے ہمارے دیکھتے دیکھتے مرگئے اور قبروں میں حسرتیں لے گئے مگر خدا تمام میری مرادیں پوری کرے گا۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ جب میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس جنگ میں مشغول ہوں تو میں کیوں ضائع ہونے لگا اور کون ہے جو مجھے نقصان پہنچا سکے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی کا ہو جاتا ہے تو اُس کو بھی اُس کا ہونا ہی پڑتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 305)

الٰہی جماعتوں کی مخالفت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’آج ہمارے مخالف بھی ہر طرح کی کوشش ہمارے نابود کرنے کی کرتے ہیں۔ مگر خداتعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس قدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی ہے اسی قدر ناکامی اور نامرادی ان کے شامل حال رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو بڑھایا ہے۔ یہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہ شخص مر جاوے گا اور جماعت متفرق ہو جاوے گی۔ یہ فرقہ بھی دوسرے فرقہ برہموؤں وغیرہ کی طرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے اس لیے اس کے ساتھ ہی اس کا خاتمہ ہو جاوے گا مگر وہ نہیں جانتے کہ خداتعالیٰ نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قائم کرے اور اُسے ترقی دے‘‘۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 27-28 طبع 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’یہ بھی ایک مرحلہ ہوتا ہے جو مامور من اللہ اور اس کے مخالفوں کو پیش آتا ہے اور اس زمانہ میں بھی پیش آیا۔ پھر یہ لوگ گھبرا اُٹھتے ہیں اور لوگوں کو دینِ الٰہی کی طرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی مخالفتیں اور عداوتیں مامور کے حوصلے اور ہمّت کو پست نہیں کرسکتی ہیں اور وہ ہر آئے دن بڑھ بڑھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے اور نہیں تھکتا اور درماندہ نہیں ہوتا اور اپنی کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم غرق ہو جاؤ گے اور خدا کے حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ اس پر ہنسی کرتے تھے۔ نوحؑ نے کیا کہا؟ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡکُمۡ کَمَا تَسۡخَرُوۡنَ۔ (ھود:39) اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام کا پتہ لگ جاوے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 91، خطبہ عیدالفطر 1902ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’الٰہی جماعتیں تو ہمیشہ ہی ایسی شکل میں ترقی کیا کرتی ہیں۔ جیسے انسان کا بچہ کسی بھیڑیے یا شیر کی کچھار میں پرورش پاتا ہو۔ بے شک شیروں کی کچھار میں انسان کے بچے کا پرورش پانا ایک معجزہ ہوتا ہے لیکن اس سے بھی بڑا معجزہ یہ ہوتا ہے کہ الٰہی جماعتیں مخالفتوں کے طوفان میں ترقی کر جاتی ہیں۔ آج تک کوئی الٰہی جماعت ایسی قائم نہیں ہوئی جس کو معجزانہ زندگی نہ ملی ہو‘‘۔ (خطبات محمود جلد 35 صفحہ 88، خطبہ جمعہ فرمودہ 26 فروری 1954ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

جہاں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کرنے کا اتنا عظیم منصوبہ مہدیٔ معہود کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں دیا وہاں ہر احمدی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر توکّل پیدا کیا کہ وہ تمام عقلی پہلوؤں کو اپنے پاؤں تلے روندتے اور خداتعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھا، ظاہر ہے کہ پہلے صوبے کی مخالفت تھی پھر ملک کی مخالفت تھی پھر ملک ملک کی مخالفت تھی، مخالفت میں ترقی ہوتی چلی گئی۔ اب ممالک کے اکٹھے ہو کر مقابلے میں آجانے کا جو منصوبہ ہے اس سے بڑھ کر اس کرۂ ارض پر اور کوئی منصوبہ تصوّر میں بھی نہیں لایا جاسکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو خداتعالیٰ پر ایمان رکھتے اور اسی پر اپنا توکّل رکھتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ غلبہ اسلام کی آخری گھڑی قریب آگئی ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ کیونکہ جب منصوبہ اپنی انتہا کو پہنچا تو ہمارے ہر دل نے یہ کہا کہ

نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

(خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 432، خطبہ جمعہ 15 فروری 1974ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

’’میں پھر یقین دلاتا ہوں آپ کو جماعت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔ احمدیّت حقیقی اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے، اس نے لازماً جیتنا ہے، دکھوں کے رستوں سے گزر کے جیتنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن جیتنا بہرحال ہے لیکن ان ظالموں کو خطرہ ہے جو خدا اور خدا کی جماعت سے ٹکر لے بیٹھے ہیں‘‘۔

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 279۔ خطبہ جمعہ 25 مئی 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’پس جماعت کے خلاف جو مخالفتیں ہو رہی ہیں یہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے خلاف چلنے والے لوگ ہیں اور اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کر رہے ہیں اور یہ مخالفتیں نہ پہلے کچھ بگاڑ سکیں اور نہ آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ بگاڑ سکیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمیشہ رہی اور ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا کہ دشمن خائب و خاسر ہوا اور ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اپریل 2017ء صفحہ 6، خطبہ جمعہ 7 اپریل 2017ء)

مَیں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

مَیں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اِک نشان
جس کو تو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اس طرف اَحرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کِس قدر ہے ہر کنار

اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مُرورِ روزگار

ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دِلوں کو فتح کرنا، نے دیار

پُشتیِ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہُوں
نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ ایں جدار

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

باغ مُرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
مَیں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

مرہمِ عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر مُلک و دیار

(انتخاب از درثمین ''مُناجات اور تبلیغِ حق'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

جرمنی میں جماعت احمدیہ کا قیام اور اوّلین مبلغ سلسلہ کی خدمات

مسجد خدیجہ برلن کے افتتاح اکتوبر 2008ء کے موقع پر ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ

تشہّد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد ان آیات کی تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ۔ (سورۃ التوبۃ: 18)

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ۔ اُولٰٓئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللّٰهُ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۔

(سورۃ التوبۃ: 71)

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر اپنے فضل کی بارش کا ایک اور قطرہ آج اس مسجد کی صورت میں ہم پر گرایا ہے۔ ملک کے مشرقی حصّہ میں یہ ہماری پہلی مسجد ہے۔ برلن شہر جو یہاں کا دارالحکومت بھی ہے اس کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ جرمنی اور خاص طور پر اس شہر میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ حقیقی اسلام کا پیغام پہنچنے کی تاریخ جیسا کہ آپ جانتے ہیں 86 سال پرانی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دَور خلافت میں یہاں احمدی مبلغین آئے تھے اور ان کی رپورٹوں کے مطابق جرمن قوم میں بڑی سعادتمندی پائی جاتی تھی اور حقیقی اسلام کو سمجھنے کی طرف ان کی اُس وقت توجہ تھی۔ بہرحال یہاں اس شہر میں اور اس ملک میں جو ابتدائی مبلغین آئے تھے ان کی جو کوششیں تھیں، ان کا بھی مَیں ذکر کر دیتا ہوں کیونکہ اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ان کی یادیں وابستہ ہیں۔ یہاں احمدیّت کی ترقی کے بارے میں اس شہر سے بھی اور اس ملک سے بھی کس حد تک وہ پُرامید تھے، یہ ان کی بعض رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے اور مَیں یہ ذکر اس لئے کرنا چاہتا ہوں تاکہ نوجوانوں، بچوں اور نئے آنے والوں کو بھی جو اس ملک میں رہ رہے ہیں یا دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہیں اپنی تاریخ کا کچھ پتہ لگے، تاکہ ان مبلغین کے لئے دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جو ہمارے ابتدائی مبلغین تھے جنہوں نے شروع میں بڑی قربانیاں کیں اور مختلف ممالک میں گئے۔ جو اپنے ملکوں سے نکلے تھے اور پھر مختلف جگہوں پر رہے۔ اِس زمانہ میں جماعت کے مالی وسائل تو بہت اچھے ہیں اور اُس زمانے میں تو وسائل بھی نہیں تھے لیکن ان لوگوں کی احمدیّت کے لئے بے لوث خدمت کا جذبہ اور انتھک محنت انہیں وسائل نہ ہونے کے باوجود ہر جگہ متعارف کروا دیتی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان لوگوں کی دعاؤں کی طرف بہت توجہ تھی اور اس وجہ سے وہ جماعت کی ترقی کے بارے میں پُرامید بھی بہت زیادہ تھے۔

1922ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جرمنی میں مشن کے قیام کا فیصلہ فرمایا اور مولوی مبارک علی صاحب بنگالی بی اے کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ وہ جرمنی جائیں اور وہاں مشن کا آغاز کریں۔ مولوی مبارک علی صاحب 1920ء سے لندن میں بطور مبلغ کے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

کے ارشاد پر 1922ء میں وہ لندن سے برلن آ گئے۔ پھر آپ کی معاونت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو بھی جرمنی جانے کے لئے منتخب فرمایا اور وہ بھی 26 نومبر 1923ء کو قادیان سے جرمنی کے لئے روانہ ہوئے اور 18 دسمبر 1923ء کی صبح یہاں برلن پہنچے۔

جرمنی پہنچ کر محترم مولوی مبارک علی صاحب کی ابتدائی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کس قدر کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بارہ میں حضرت

برلن میں مسجد کے لئے زمین کا انتظام ہو جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 2/فروری 1923ء کو یہ تحریک فرمائی کہ مسجد برلن کی تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو۔ اس کے لئے حضورؓ نے 50 ہزار روپیہ تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک میں احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر اتنا بلند کر دیا کہ ان میں اخلاص و قربانی اور فدائیت اور للّٰہیت کا ایسا زبردست ولولہ پیدا ہو گیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ 5/اگست 1923ء کو مسجد برلن کا سنگِ بنیاد رکھا گیا (نوٹ: 5/اگست سہو ہے، تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ اصل میں تقریب سنگِ بنیاد 6/اگست 1923ء کو ہوئی تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے یہ درستی کی جارہی ہے، ناقل)۔ جس میں جرمنی کے وزیرِ داخلہ اور وزیر برائے رفاہ عامہ، ترکی اور افغانستان کے سفراء، متعدد اخبار نویس اور بعض دیگر معززین شامل تھے اور مہمانوں کی تعداد 400 تھی اور احمدی اس زمانے میں صرف چار تھے۔ یہ اُس وقت حال تھا لیکن اتنے وسیع تعلقات تھے۔ یہ تھی اُس

مولوی مبارک علی صاحب بنگالی بی اے کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ وہ جرمنی جائیں اور وہاں مشن کا آغاز کریں

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 2/فروری 1923ء کے خطبہ میں فرمایا کہ ان کی رپورٹیں نہایت امید افزا ثابت ہوئیں بلکہ ان کو تو اس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں فوراً ایک مسجد اور مکان بنوایا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ چھ ماہ میں خود وہاں چلا جاؤں۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کہا کہ آپ خود وہاں آ جائیں جس کے نتیجہ میں انہیں جلد کامیابی کی امید ہے کہ قلیل عرصہ میں دنیا میں اہم تغیرات ہو سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

اُس وقت تو ہندو پاکستان ایک تھا۔ وہاں کی لجنہ نے، خاص طور پر قادیان کی لجنہ نے ایسی مثال قائم کی کہ اس سے پہلے وہاں کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ اُس زمانہ میں جو ایک انقلابی صورت پیدا ہوئی تھی لجنہ کی ایکٹیویٹیز (activities) میں اور خاص طور پر اس تحریک کے لئے قربانی میں، ایسی قربانیاں قرونِ اولیٰ میں نظر آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس زمانے کی جو جاگ لگی ہوئی ہے، آج تک اس کی مثالیں ملتی رہتی ہیں۔ اُس وقت احمدی عورتوں نے نقد رقمیں اور طلائی زیورات حضرت

وقت کے مبلغین کی کوشش کہ اتنے وسیع تعلقات تھے اور یہ سب بڑی بڑی شخصیات اُس وقت مسجد کی بنیاد کے لئے تشریف لائیں اور بہرحال مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

لیکن کیونکہ اقتصادی حالات یہاں کے بہت خراب ہو گئے تھے، جنگِ عظیم کا اثر ظاہر ہونا شروع ہوا تو وہی جو خیال تھا کہ 60-50 ہزار میں مسجد بن جائے گی اس کا اندازہ خرچ 15 لاکھ روپیہ پہ لگایا گیا۔ اتنے اخراجات پورے کرنا جماعت کے وسائل کے لحاظ سے بہت ناممکن تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فیصلہ فرمایا کہ دو مراکز کو چلانا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ تحریک فرمائی کہ مسجد برلن کی تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو

کو خود جرمنی جانے پہ انشراح نہیں تھا لیکن دوسری تجویز کے متعلق آپؓ نے فرمایا کہ ان کی اس درخواست کو کہ اس جگہ فوراً ایک مسجد اور سلسلہ کا ایک مکان بن جائے تو بہت کامیابی کی امید ہے نظر انداز کر دینا میرے نزدیک سلسلہ کے مفاد کو نقصان پہنچانے والا تھا۔ اس لئے میں نے اس کے متعلق ان کو تاکید کر دی ہے کہ وہ فوراً زمین خرید لیں۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ کی ہدایت موصول ہونے پر مولوی مبارک علی صاحب نے اس طرف توجہ دی اور فوری طور پر برلن شہر میں دو ایکڑ زمین خرید لی گئی۔

خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ پہلے دن ہی 8 ہزار روپے نقد اور وعدوں کی صورت میں قادیان کی احمدی عورتوں نے یہ وعدہ پیش کیا اور یہ رقم عطا کی اور 2 ماہ کے تھوڑے سے عرصہ میں 45 ہزار روپے کے وعدے ہو گئے اور 20 ہزار روپے کی رقم بھی وصول ہو گئی۔ پھر کیونکہ اخراجات کا زیادہ امکان پیدا ہو گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کی مدت بھی بڑھا دی اور ٹارگٹ بڑھا کے 70 ہزار روپے کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورتوں نے اس وقت 72 ہزار 700 کے قریب رقم جمع کی۔ بہرحال

بہت مشکل ہے، ایک لندن والا بھی اور ایک برلن میں بھی۔ تو 1924ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ برلن مشن کو ان حالات کی وجہ سے بند کر دیا جائے کیونکہ مالی وسائل بھی نہیں ہیں اخراجات بھی نہیں پورے ہو سکتے، حالات یہاں بہت خراب ہو گئے تھے۔ لیکن وہ جو عورتوں نے، احمدی خواتین نے قربانیاں کی تھیں، وہ رقم حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر لندن بھیج دی گئی اور وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل لندن تعمیر ہوئی۔ پھر یہاں 1948ء میں دوبارہ شیخ ناصر احمد صاحب آئے تھے جنہوں نے ہمبرگ میں مشن شروع کیا۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا کہ سفر کی سہولتیں بھی ہیں اور جماعت کے مالی حالات بھی بہت بہتر ہیں۔ اُس زمانے میں سمندری سفر ہوتا تھا۔ مکرم ملک غلام فرید صاحبؓ کو سفر میں 22دن لگے تھے۔ یہ وہی حضرت ملک غلام فرید صاحب ہیں جنہوں نے قرآنِ کریم کا انگریزی ترجمہ اور مختصر نوٹس جن کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نوٹس پر ہے اور اسی طرح انگریزی کا ترجمہ وتفسیر (Five Volumes) بھی انہوں نے کیا ہوا ہے۔

اور مبلغین ہیں ان کو بھی اپنے جائزے کے لئے پرانے مبلغین کے جو واقعات اور رپورٹیں ہیں وہ ضرور پڑھنی چاہئیں تو بہر حال ان بزرگوں نے یہاں انتھک محنت کی۔

اُس وقت تو حالات کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسجد باوجود کوشش کے نہ بن سکی۔ لیکن قادیان اور ہندوستان کی لجنہ کی جو قربانی تھی وہ رائیگاں نہیں گئی۔ اُس رقم سے مسجد فضل تعمیر ہوگئی اور آج اس مسجد کی جو تاریخی اہمیت ہے وہ بھی سب پر واضح ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اُس وقت کی احمدی خواتین کی قربانی اتنی سچی تھی اور اس کی قبولیت کے

کچھ زیادہ ہے اور اس پر جو رقبہ تعمیر کیا گیا ہے وہ ایک ہزار 8مربع میٹر ہے۔ اسی طرح باوجود پابندیوں کے 13 میٹر مینارہ کی اجازت مل گئی۔ 168 مربع میٹر کے دو ہال ہیں یعنی کل 336 مربع میٹر کے مسجد کے ہال ہیں۔ اس میں 4 کمروں کا ایک فلیٹ ہے۔ اس کے علاوہ جو گھر بنائے گئے ہیں، ایک دو کمروں کا ہے۔ ایک کمرے کا گیسٹ ہاؤس شامل ہے۔ 4دفتر ہیں۔ لائبریری ہے۔ کانفرنس کا کمرہ ہے اور بچوں کے لئے ایک چھوٹا سا پارک بنانے کا ان کا ارادہ ہے۔ تھوڑی سی پارکنگ بھی ہے۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں اس کی مخالفت بھی یہاں بہت

قادیان کی لجنہ نے ایسی مثال قائم کی کہ اس سے پہلے وہاں کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی

گو اس کے لئے ایک کمیٹی تھی لیکن اس کا زیادہ کام اور اکثر کام آپ نے کیا اور حضرت ملک صاحبؓ بڑے پڑھے لکھے اور انگریزی علم پر بڑی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے قرآنِ کریم کے الفاظ کی ڈکشنری بھی تیاری کی تھی لیکن وہ شائع نہیں ہوسکی۔ اب گزشتہ سال اس کو مکمل کر کے شائع کروایا گیا ہے اور ملک صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔

اسی طرح مولوی مبارک علی صاحب کا بھی تعارف کرا دوں۔ وہ ابتدائی مبلغ تھے یہاں آئے۔ انہوں نے

لئے دعائیں اِس درد کے ساتھ انہوں نے کی ہوں گی کہ ایک مسجد تو انہوں نے اپنی زندگی میں بنالی اور دوسری مسجد کی تعمیر میں ہوسکتا ہے آج ان کی نسلیں شامل ہوئی ہوں۔ لیکن بہر حال وہی جذبہ جو اُن ابتدائی خواتین کی قربانی کا تھا وہ آج بھی کچھ حد تک لجنہ میں دین کی خاطر قربانی میں ہمیں نظر آتا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کی دعائیں تھیں جنہوں نے اپنی نسلوں میں بھی یہ جذبہ پیدا رکھا۔

یہ مسجد جو اس وقت موجودہ مسجد ہے 17لاکھ یورو میں تعمیر ہوئی ہے۔ جس میں سے 4 لاکھ یورو کے علاوہ

ہوئی لیکن آہستہ آہستہ لگتا ہے مخالفت اب ٹھنڈی پڑتی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا کہ خود ہی ٹھنڈی ہو جائے گی جب یہاں سے ان شاء اللہ تعالیٰ امن، پیار اور محبت کا پیغام دنیا میں ہر طرف پھیلے گا۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ آج جب دنیا دوبارہ اقتصادی بحران کا شکار ہے۔ مہنگائی یورپ میں بھی بڑھ رہی ہے لیکن ایک تو یہ ہے کہ اس مہنگائی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے لجنہ کو توفیق دی کہ انہوں نے جو قربانی کی وہ رنگ لائے اور پھل لائے اور اس کا نتیجہ ہم آج

بڑی بڑی شخصیات اُس وقت مسجد کی بنیاد کے لئے تشریف لائیں

1909ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے تھے اور 1917ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے وقفِ زندگی کی تحریک فرمائی تو جن 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اُن میں مولوی مبارک علی صاحب بھی تھے۔ آپ نے 1969ء میں بنگلہ دیش میں وفات پائی۔ بوگرا (Bogra) میں مدفون ہیں۔ تو یہ تھے دو ابتدائی مبلغ جو یہاں آئے اور ان کے تعلقات باوجود وسائل کی کمی کے کس قدر وسیع تھے، یہ مَیں آپ کو بتا چکا ہوں۔ اب جو مربیان

13 لاکھ جرمنی کی لجنہ نے دیا ہے اور 4 لاکھ جو باہر سے آیا ہے اس میں سے بھی زیادہ بڑا حصہ لجنہ UK کا ہے۔ 17 لاکھ یورو کو اگر آپ پاکستانی روپوں میں بدلیں، یہ مَیں پاکستانیوں کے لئے بتا رہا ہوں تو 19 کروڑ روپے کے قریب بنتا ہے۔

پس آج یہ قربانی کرنے والیاں جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ یہ مسجد تعمیر کر سکیں۔ اس مسجد کے کچھ کوائف بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اس زمانے میں تو دو ایکڑ رقبہ مل گیا تھا لیکن اس کا یہ کُل پلاٹ، 4ہزار 790 مربع میٹر ہے جو ایک ایکڑ سے

دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والیوں کو بے انتہا جزا دے۔ ان سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ یہ نظارے ہمیں دنیا میں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ اس طرح بڑھ چڑھ کر احمدی قربانیاں کر رہے ہوتے ہیں کہ عقل دَنگ رہ جاتی ہے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ 1923ء میں برلن کی مسجد کی تعمیر شروع کی گئی تھی تو خوفناک اقتصادی بحران کا شکار ہونے کی وجہ سے تعمیر نہیں ہوسکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح کی جماعت کو اس انعام سے نوازنے کا فیصلہ

کیا تھا۔ اس لئے جو آج کل دنیا میں اقتصادی حالات ہو رہے ہیں ان حالات سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کی توفیق بھی عطا فرمادی اور مکمل بھی ہوگئی۔ باوجود تمام اقتصادی حالات کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس جذبہ سے احمدی قربانی کرتے ہیں مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ان شاءاللہ احمدیوں کے روپے میں ہمیشہ برکت ڈالتا رہے گا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ جب انہوں نے اپنے ریٹرن (Return) داخل کرائے تو ٹیکس کے محکمہ والے اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ تمہارے گھر کا خرچ تمہارے چندے سے کم کس طرح ہوسکتا ہے۔ تو ایسے لوگ بھی

اُس وقت تو مسجد باوجود کوشش کے نہ بن سکی لیکن قادیان اور ہندوستان کی لجنہ کی جو قربانی تھی وہ رائیگاں نہیں گئی

ہیں جن کے گھر کے خرچ ان کے چندوں کی ادائیگی سے کم ہیں۔ پس یہ وہ روح ہے جو ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی ہے کہ اپنے خرچ کم کرکے بھی قربانی کرنی ہے۔ اس روح کو قائم رکھنا اور قربانی کی توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ حقیقی مومن کبھی اس رُوح کو نہ مرنے دیتا، نہ اس پر فخر کرتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اس نے آپ پر کیا اس پر اس کے آگے جھکتے چلے جائیں اور خود بھی اس مسجد کی تعمیر کا حق ادا کریں اور اپنی نسلوں کی بھی اس رنگ میں تربیت کریں

اُس رقم سے مسجد فضل تعمیر ہوگئی اور آج اِس مسجد کی جو تاریخی اہمیت ہے وہ بھی سب پر واضح ہے

کہ وہ مسجد کا حق ادا کرنے والی ہوں۔ احمدی عورتوں کو خاص طور پر آج اس حوالے سے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو قربانی انہوں نے کی ہے اس کا فائدہ تبھی ہوگا جب اس سے ہمیشہ فیض اٹھاتے چلے جانے کی کوشش کریں گی اور وہ کوشش تبھی کامیاب ہوگی جب اپنے بچوں کی تربیت اس نہج پر کریں گی جس کی تلقین خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمائی ہے اور ان کا مسجد سے تعلق جوڑیں گی۔

اسی طرح مرد بھی یاد رکھیں کہ عورتوں نے اس مسجد کی تعمیر سے جو احسان آپ پر کیا ہے اس کا حق اسی طرح ادا ہوسکتا ہے۔ بہت سارے مرد کہیں گے کہ پیسے تو ہم سے ہی لئے تھے، بے شک لئے ہوں گے لیکن پھر دینا بھی بڑی قربانی ہے۔ بہر حال اس کا حق اس طرح ادا ہوسکتا ہے، احسان کا بدلہ تب اثر کرسکتا ہے جب آپ مسجد کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ برلن کی مسجد کی تعمیر نے یہ سبق بھی آپ کو دیا ہے کہ عورتوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے مرد عبادت گزار ہوں اور اگر ان کے بس میں ہو تو وہ ہر جگہ آپ کو مسجد بنا کر دیں۔ جب میں کینیڈا گیا تو کینیڈا کی لجنہ نے ایک ملین ڈالر کی قربانی دی کہ اس سے مسجد بنا دیں۔ لیکن زائد بھی خرچ ہوگا تو کہتی ہیں بہر حال ہم دیں گی۔ ایسی قربانیاں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ مسجدوں میں آنے کی فرضیت تو مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کا تو اگر دل چاہے تو جمعہ پر آنا ہے نہیں تو نہیں آنا۔ یا پھر اگر کوئی اپنا فنکشن ہوا تو اس پر کبھی کبھار یہاں آنا ہے۔ پس مساجد کی تعمیر کے لئے عورتوں کی قربانی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی کرتی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ میری یہ سوچ صرف خوش فہمی پہ مبنی نہ ہو بلکہ عورتیں اپنے بچوں کی بقا اور اپنے مردوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے جو قربانیاں کر رہی ہیں وہ اسی سوچ کے ساتھ ہوں اور یہ سوچ پھر یقیناً عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گی۔

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں گے۔

پھر اسی سورۃ توبہ کی 71 ویں آیت ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحم کرے گا یقیناً اللہ کامل غلبہ والا بہت حکمت والا ہے۔

پس اب اس مسجد کی تعمیر کے بعد مرد بھی اور عورتیں بھی اس انتہائی اہم کام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اپنا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں اور اپنی اولادوں کا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں۔ کیونکہ یہی خدا تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والوں کی نشانی ہے۔ اور ایمان کیا ہے؟ یا حقیقی مومن کون ہے؟ اس کی گہرائی میں جب ہم جائیں تو خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کیا ہمارا ایمان اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی ایمان کہلا سکے؟ یا کیا ہم حقیقی مومن کے زُمرے میں آتے ہیں؟ ہم پر خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس زمانہ میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کیا جنہوں نے قدم قدم پر ہماری راہنمائی فرمائی۔ ہمیں سیدھے راستے پر رکھنے اور حقیقی مومن بننے کے لئے بے شمار اور مختلف ذریعوں سے ہماری راہنمائی فرمائی۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ پس یہ وہ ایمان ہے جو ہمیں کامل الایمان بنائے گا۔ فاسقانہ اعمال کے بارے میں تو کسی احمدی کے متعلق سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ لیکن اگر ہمارے اخلاق میں ادنیٰ سی

بھی کمزوری ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ہمیں اپنی حالت کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ یہ ہمارے ایمان میں کمزوری پیدا کرسکتی ہے۔ لیکن ہمارا ہر عمل اور فعل اگر خداتعالیٰ کی رضا کے لئے ہے تو پھر ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ہماری یہ کمزوریاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دور فرماتا چلا جائے گا اور یہی بات پھر ایمان میں مضبوطی بھی پیدا کرتی ہے۔ ہم اگر آپس کے روزمرہ کے تعلقات نبھا رہے ہیں، خداتعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کے حق ادا کر رہے ہیں تو یہ باتیں ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بنانے والی ہوں گی۔ پس ان معیاروں کو حاصل کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بعض عمل جان بوجھ کر ایک انسان نہیں کرتا لیکن غفلت اور سستی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس میں عبادت کی ادائیگی میں کمزوری بھی ہے اور دوسری ایسی باتیں بھی ہیں جو خداتعالیٰ کو ناپسند ہیں جن کے بارے میں خداتعالیٰ نے ہمیں تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ تمہارے فرائض ہیں، انہیں پورا کرو۔ اگر انسان لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے انہیں پورا نہیں کرتا تو آہستہ آہستہ یہ چیزیں پھر ایمان کی کمزوری اور شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس ایک احمدی کو ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی نیکی سے جن کا خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے غفلت برتنا یا ان کے کرنے میں سستی دکھانا مومن کا شیوہ نہیں ہے۔ اس پہلی آیت میں جو مَیں نے پڑھی جو سورۃ توبہ کی آیت 18 ہے، اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ پر ایمان کامل ہو اور یوم آخر پر بھی۔ اور یوم آخرت کے بارہ میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآنِ شریف کی وحی اور اس سے پہلے وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآنِ شریف میں موجود ہے ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں؟ اور اسی امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خداتعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیہ کریمہ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے قرآنِ شریف کی وحی، اور مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ سے انبیاء سابقین کی وحی اور اٰخِرَة سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے''۔ آخرت کے معنی ہیں پیچھے آنے والا۔ آپ فرماتے ہیں: ''آخرت کے معنی ہیں پیچھے آنے والی۔ وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے؟ ... یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآنِ کریم کے بعد نازل ہوگی کیونکہ اس سے پہلے وحیوں کا ذکر ہے''۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد 14 نمبر 4 بابت ماہ مارچ و اپریل 1915ء صفحہ 164 حاشیہ۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 445 مطبوعہ ربوہ)

آخرت کا مطلب بےشک جزا سزا کا دن بھی ہے اور یہ مطلب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہوا ہے۔ لیکن جو وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانے اور اپنی وحیوں سے تعلق میں بتائی ہے وہ یہاں بھی صادق آتی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں مساجد تو بہت بن رہی ہیں لیکن حقیقی مساجد آباد کرنے والے وہی ہوں گے جو مسیح موعود کو ماننے والے ہوں گے۔ کیونکہ ایمان کی طرف صحیح راہنمائی بھی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کرنی ہے۔ خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی جوڑنا ہے۔

پس جہاں ہمیں یہ بات تسلّی دلاتی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی مسجدوں کی تعمیر اور آبادی کا حقیقی حق ادا کرنے والی ہے وہاں ایک خوف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ صرف ایمان لا کر اور مسجد تعمیر کر کے ہی حق ادا ہو جاتا ہے؟ یا کچھ اور بھی کام کرنے والے ہیں۔ اور ان کاموں کی طرف اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا کہ نماز قائم کرو اور نماز قائم کرنے کے لئے جو دوسری جگہ وضاحت بیان فرمائی ہے اس میں فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنا ہے اور باجماعت نماز پڑھنا ہے۔ پس ایک تو یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ مسجدوں کا حسن ان کی آبادی سے ہے اور ان کی آبادی پانچ وقت مسجد میں آنے سے ہے۔

اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی آبادی کے لئے قیام نماز ہو۔ یہاں کے مقامی لوگوں کو جو جرمن ہیں یہی شکوہ ہے کہ یہاں تو آپ کی اتنی تعداد نہیں ہے پھر مسجد اس علاقہ میں بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ تو ان لوگوں کا یہ شکوہ بھی اس طرح دور ہو سکتا ہے کہ جب ان کو پتہ لگے کہ یہ احمدی ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے ایک خدا کے آگے جھکنے کے لئے باقاعدہ مسجد میں آتے ہیں۔ انہوں نے عمارت صرف دکھانے کے لئے نہیں بنائی بلکہ ایک خدا کی عبادت کرنے کے لئے اس جگہ اس عمارت کو کھڑا کیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اپنے مال میں سے غریبوں کا بھی خیال رکھتے ہیں اور جماعت کی متفرق ضروریات بھی پوری کرتے ہیں۔ اس بات پر ان لوگوں کو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ مالی قربانی کر کے مسجدیں بناتے ہیں۔ اس کا اخباروں میں ذکر بھی ہوا ہے کہ لجنہ کی قربانی سے یہ مسجد بنی ہے۔ اس کا مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ٹیکس کے محکمے والوں کو یقین نہیں آتا کہ کس طرح تم لوگ کر سکتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کو پتہ ہونا چاہئے کہ مسجدوں کی تعمیر و آبادی کے ساتھ مالی قربانی کی طرف توجہ پہلے سے بڑھتی ہے۔ کیوں بڑھتی ہے؟ اس لئے کہ ان کا کامل توکل خداتعالیٰ پر ہوتا ہے جو مومن

اب جو مربیان اور مبلغین ہیں ان کو بھی اپنے جائزے کے لئے پرانے مبلغین کے جو واقعات اور رپورٹیں ہیں وہ ضرور پڑھنی چاہئیں

آج یہ قربانی کرنے والیاں جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ یہ مسجد تعمیر کرسکیں

ہوتے ہیں۔ وہ کسی چیز سے خوف نہیں کھاتے۔ آج کل کے سودی مالی نظام چلانے والوں کی طرح انہیں یہ خوف لاحق نہیں کہ ہماری معاش کا کیا ہوگا۔ ہماری آمد کا کیا ہوگا۔ کیونکہ مومن کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کا خوف اور خشیت دل میں رکھتے ہوئے ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ تسلی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق، اپنی خاطر کی گئی قربانی کو کئی سو گنا کر کے نوازتا ہے اور نوازے گا۔ اس لئے خوف کرنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا کے اقتصادی حالات جیسے بھی ہوں

کے تعلقات میں محبّت پیار اور بھائی چارے کو بڑھانا ہے۔ محبّت پیار کے یہ تعلقات اس طرح بڑھ سکتے ہیں جب شکووں، شکایتوں اور نفرتوں کی تمام دیواریں گرا دی جائیں۔ جب ہر ایک یہ ارادہ کر لے کہ ہم نے ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کرنے کی بھی کوشش کرنی ہے اور ہر قسم کی برائی سے بچنا ہے۔ ہم نے رشتوں کے حقوق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد ہم نے اس عظیم رشتہ کی قدر کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے۔ جو ایک احمدی کا احمدی

پابندی ہمارا وہ خاصہ ہو جو ہماری پہچان بن جائے تا کہ آپس میں دوستیاں اور بھائی چارے بڑھتے چلے جائیں۔ دنیا بھی آنکھیں بند کر کے ہم پر اعتماد کرنے والی ہو۔ اپنے اور ایک دوسرے کے تقدّس، عِصمت اور عزت کی حفاظت ہر وقت ہمارے پیشِ نظر رہے۔ مردوں عورتوں میں غضِ بصر کی عادت ہو اور یہ چیزیں اپنے کردار کا ہر احمدی لازمی حصہ بنا لے۔ احمدی عورتیں اپنے لباس، پردے اور حجاب میں پوری پابندی کرنے والی ہوں۔ اس بارہ میں بہت کانشنس ہوں۔ ہمسایوں کے حقوق کی

احسان کا بدلہ تب اثر کر سکتا ہے جب آپ مسجد کا حق ادا کرنے والے ہوں گے

احمدی ایک قربانی کے بعد دوسری قربانی کرنے کے لئے بغیر خوف کے تیار بیٹھا ہوتا ہے اور میرے سامنے کئی مثالیں ایسی ہیں، کئی ملکوں کی مثالیں ایسی ہیں جو غریب ملک ہیں لیکن قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور ہر احمدی اپنا یہ عہد پورا کرتا ہے کہ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا اور یہ اس لئے ہے کہ اُس کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کا راستہ دکھاتے ہوئے مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی 71 ویں آیت میں فرمایا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست

کے ساتھ ہے اور رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کی عظیم مثال قائم کرنی ہے۔ ہم نے اپنے غریبوں کی مدد کرنی ہے اور اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے ہیں۔ ذاتی لالچ اور مفاد ہمیں ایمان میں کمزوری دکھاتے ہوئے دوسروں کے حق مارنے پر مائل نہ کرے۔ ہمارا ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا جذبہ ایسا ہونا چاہئے جس کے نمونے قرونِ اُولیٰ کے صحابہ میں نظر آتے ہیں جو اپنی آدھی جائیدادیں بانٹ دیا کرتے تھے۔ بدظنّیوں کے خلاف جہاد کی صورت ہم میں سے ہر ایک میں نظر آنی چاہئے کہ بہت سے فتنہ و فساد اور آپس کی رنجشوں کی وجہ سے یہ بدظنّیاں ہیں۔ سچائی کے وہ معیار

ادائیگی کی طرف ہر وقت توجہ رہے اور ہمسایہ صرف گھریلو ہمسایہ نہیں بلکہ سفر کرنے والے بھی ہمسائے ہیں۔ آپس میں کام کرنے والی جگہوں پہ رہنے والے بھی ہمسائے ہیں اور پھر افراد جماعت بھی خاندان اور ہمسائے کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ گویا تمام قسم کی اخلاقی کمزوریاں ہم میں دور ہوں گی تو ہم حق ادا کرنے والے ہوں گے اور عملی طور پر مومن کہلانے والے ہوں گے۔

پھر اس آیت میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ اس کی پہلے مَیں وضاحت کر چکا ہوں۔ زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اپنے اعمال اس طرح درست

اپنا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں اور اپنی اولادوں کا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں

ہوتے ہیں اور دوست وہ ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں مسجدوں کی آبادی انہی لوگوں سے بتائی ہے جو مومن ہیں اور مومن اخلاق میں بڑھنے والے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ اس دوستی سے یہ مراد نہیں کہ مرد عورتوں کی آپس میں دوستیاں ہو جائیں اور آپس کے حجاب اور پردے ختم ہو جائیں۔ بلکہ ایسے رشتے قائم ہوں جن کی بنیاد تقدّس پر ہو۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔ اب یہ اخلاق کیا ہیں جن کا ایک مومن میں پایا جانا ضروری ہے؟ اس میں آپس

ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ سچائی ہر جگہ، ہر موقع پر ہمارا طرہ امتیاز ہو۔ شکر گزاری کے جذبات ہم میں اس حد تک پیدا ہو جانے چاہئیں کہ ہر آن اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں نعمتوں میں اضافے کی نوید ملتی رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عفو اور درگزر ہمارا شیوہ بن جانا چاہئے۔ ہمارے عدل اور انصاف کے معیار ہر معاملے میں اتنے اونچے ہونے چاہئیں کہ وہ احسان کے راستوں سے گزرتے ہوئے اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے بےنفس ہو کر اپنے اور غیروں کی خدمت پر مجبور کرنے والے ہوں۔ اپنے وعدوں کی

کرتے ہیں کہ جو درحقیقت حقیقی مومن کے اعمال ہونے چاہئیں کیونکہ یہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ گویا اس آیت میں مومن کی یہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے دوست کی حیثیت سے ایک دوسرے کا حق ادا کرتے ہیں۔ جماعت ایک مضبوط جسم بن کر رہتی ہے۔ وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور تیسری بات برائیوں سے بچتے ہیں۔ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور نیکیوں کا حکم دینے کے بارے میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ وہ امت ہو جو انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہے۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے

ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ پھر ایمان کی نشانی یہی ہے کہ تمہارا فرض یہ بتایا گیا ہے کہ تم خیرِ اُمّت بنائے گئے ہو۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ تمہارے سے صرف وہ اعمال سرزد ہوں جو نیکیوں کی طرف لے جانے والے ہیں اور کبھی ان چیزوں کے قریب نہ جاؤ جن کی اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی ہے۔ تبھی فائدہ ہوگا زمانے کے امام کی بیعت کا بھی۔ تبھی فائدہ ہوگا عبادت گاہوں کی تعمیر کا بھی۔

پھر چوتھی چیز یہ بتائی کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعنی باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنے والے ہیں جیسا کہ پہلے مَیں نے بتایا۔ اور باجماعت نمازیں ادا کرنے والے ہیں یا اس کی کوشش کرنے والے ہیں۔ پانچویں چیز زکوٰۃ اور مالی قربانیوں میں پیش پیش۔ اور چھٹی یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں اور پھر اس میں بڑھنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اطاعت کا نتیجہ ہے کہ اس زمانہ کے امام کو ماننے کی نئے آنے والوں کو توفیق ملی اور جو ہمارے بڑے ہیں ان کو توفیق ملی۔ اس لحاظ سے اپنے بزرگوں کے لئے بھی دعائیں کریں جن کے باپ دادا نے احمدیّت کو قبول کیا۔ ہر ترقی اور ہر نئی چیز اور ہر نیا انعام جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرماتا ہے وہ ان کو جو پرانے پیدائشی احمدی ہیں اس طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے کہ یہ بھی ان کے بزرگوں کی نیکیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قبولیت کی توفیق دی اور آج ہم اس کے پھل کھا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے لئے بھی دعائیں کرتے چلے جائیں تا کہ اگر وہ فوت ہو چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے، آمین۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ان باتوں کے پابند ہیں وہ خدا تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتا چلا جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے تو اور زیادہ نوازتا چلا جاتا ہے۔

اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لیتا چلا جائے۔ اس مسجد کا حق ادا کرنے والا ہو اور یہاں کے لوگوں کی توجہ جو اس طرف پیدا ہو رہی ہے اور اخباروں اور میڈیا کے ذریعہ سے جو کوریج مل رہی ہے اور جو ملے گی، ابھی تک مجھے رپورٹ تو نہیں ملی کہ فنکشن پہ کیا کوریج تھی، بہر حال مجھے امید ہے ان شاء اللہ ہو گی، تو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور فائدہ یہی ہے کہ جو توقعات لوگوں کی ہم سے ہیں اور سب سے بڑھ کر جو توقعات ہیں اللہ تعالیٰ کی ایک مومن بندے سے ان کو پورا کرنے والے ہوں۔ پس ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے فیض اٹھانے والے ہوں اور فیض تبھی اٹھا سکیں گے جب اپنی عبادتوں اور نیک اعمال کے نمونے قائم کریں گے۔ اپنی زندگیوں کو اسلام اور قرآن کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ اپنی نسلوں میں بھی اسلام اور احمدیّت کی محبت پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ انہیں حقیقی رنگ میں خدا اور رسول ﷺ کا اطاعت گزار بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطباتِ مسرور جلد ششم صفحہ 422۔ خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2008ء)

خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

تری محبت میں میرے پیارے ہر اِک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے دَر پر سے جائیں گے ہم

ترِی محبّت کے جرم میں ہاں جو پیِس بھی ڈالے جائیں گے ہم
تو اس کو جانیں گے عین راحت نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

سنیں گے ہرگز نہ غیر کی ہم نہ اس کے دھوکے میں آئیں گے ہم
بس ایک تیرے حضور میں ہی سرِ اطاعت جھکائیں گے ہم

ہمارے حالِ خراب پر گو ہنسی انہیں آج آ رہی ہے
مگر کسی دن تمام دنیا کو ساتھ اپنے رُلائیں گے ہم

ہمیں بھی ہے نسبتِ تلمذ کسی مسیحاؑ نفس سے حاصل
ہوا ہے بے جان گو کہ مسلم مگر اب اس کو جِلائیں گے ہم

مٹا کے نقش و نگارِ دیں کو یونہی ہے خوش دشمنِ حقیقت
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکے گا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم

مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کریں گے آثارِ دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اُڑائیں گے ہم

خبر بھی ہے کچھ تجھے او ناداں! کہ مردُمِ چشمِ یار ہیں ہم
اگر ہمیں کج نظر سے دیکھا تو تجھ پہ بجلی گرائیں گے ہم

وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

پھر اس کے مینار پر سے دنیا کو حق کی جانب بلائیں گے ہم
کلامِ ربِ رحیم و رحماں ببانگِ بالا سنائیں گے ہم

(کلامِ محمود، اخبار الفضل جلد 7۔ 19 ستمبر 1920ء)

KARL VOLLERS
DIE WELTRELIGIONEN
IN IHREM GESCHICHTLICHEN ZUSAMMENHANGE
JENA 1907
VERLEGT BEI
EUGEN DIEDERICHS

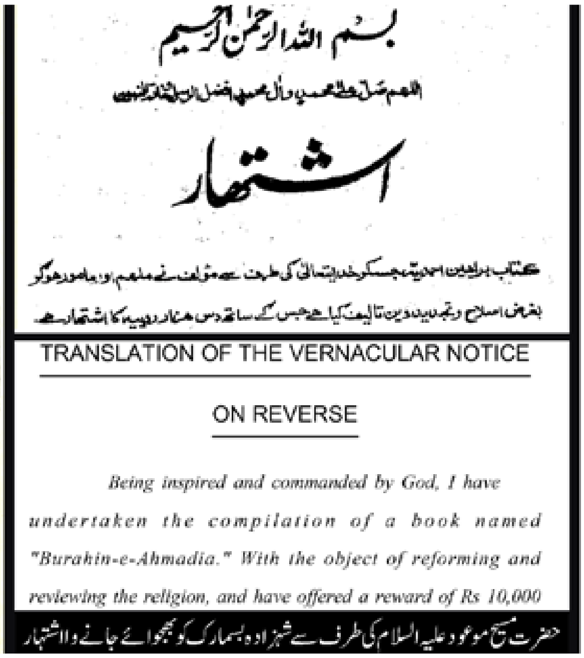

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی محمد و آل محمد افضل الرسل و خاتم النبیین

اشتہار

کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر
بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

TRANSLATION OF THE VERNACULAR NOTICE

ON REVERSE

Being inspired and commanded by God, I have undertaken the compilation of a book named "Burahin-e-Ahmadia." With the object of reforming and reviewing the religion, and have offered a reward of Rs 10,000

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے شہزادہ بسمارک کو بھجوائے جانے والا اشتہار

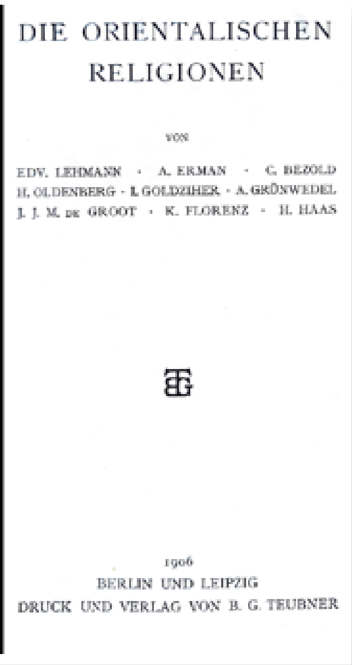

DIE ORIENTALISCHEN RELIGIONEN

VON

EDV. LEHMANN · A. ERMAN · C. BEZOLD
H. OLDENBERG · I. GOLDZIHER · A. GRÜNWEDEL
J. J. M. DE GROOT · K. FLORENZ · H. HAAS

1906
BERLIN UND LEIPZIG
DRUCK UND VERLAG VON B. G. TEUBNER

محمد لقمان مجوکہ، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی

جرمنی میں تبلیغ اسلام احمدیّت کا آغاز

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے ساتھ دین اسلام کی حقّانیت دنیا پر واضح کرنے کی مہم کا آغاز فرمایا اور اسلام کے ایک بہادر پہلوان کی حیثیت سے تمام مذاہب کے متبعین کو مخاطب کیا، یورپ و امریکہ میں اپنا پیغام بھجوایا۔ گویا آپؑ نے جو فرمایا تھا؎

'ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے'

یہ محض ایک دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ عملاً حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے ہر کونے میں اپنا پیغام پہنچایا اور آپ کی حیات مبارکہ میں ہی احمدیّت یعنی حقیقی اسلام کا نام اور تعارف چار دانگ عالم میں بہار دکھانے لگا تھا۔ اس کی بازگشت قادیان میں پہنچ کر بدر اور الحکم کے اخبارات میں محفوظ ہوئی۔

کتابیں، اخبارات و رسائل، مضامین اور اشتہارات شائع کرنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے بڑے سربراہان، امراء اور والیان ملک کے نام خط اور اشتہار بھی بھیجے جن میں جرمنی کے شہزادہ بسمارک بھی شامل تھے۔ اس کی تفصیل حضرت مسیح موعودؑ نے ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 156 اور شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 370-371 میں بیان فرمائی ہے۔ اس کے نتیجہ میں دنیا کے مختلف ممالک سے لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو خطوط لکھے اور بعض نے بیعت بھی کی۔

جرمنی کے شہر میونخ کے محلے پاسنگ(Pasing) سے بھی ایک خاتون مسز کیرولامن(Karollamann) نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں خط لکھا جس میں انہوں آپ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا کہ 'آپ خدا کے بزرگ رسول ہیں اور مسیح موعود کی قوت میں ہو کر آئے ہیں اور میں دل سے مسیح کو پیار کرتی ہوں'' مزید لکھا

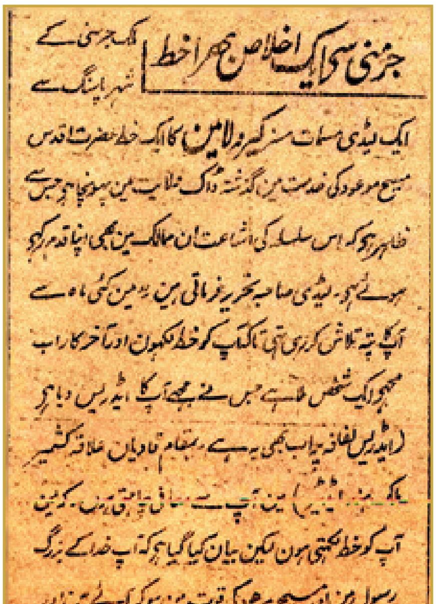

جرمنی سے ایک اخلاص بھرا خط

ملک جرمنی کے شہر پاسنگ سے

ایک لیڈی مسمات مسز کیرولامین کا ایک خط حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں گذشتہ ڈاک ولایت میں پہنچا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی اشاعت ان ممالک میں بھی اپنا قدم رکھ رہی ہے۔ لیڈی صاحبہ تحریر فرماتی ہیں۔ میں کئی ماہ سے آپ کا پتہ تلاش کر رہی تھی تاکہ آپ کو خط لکھوں اور آخرکار اب مجھے ایک شخص ملا ہے جس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا ہے (ایڈریس لفافہ پر اب بھی یہ ہے۔ بمقام قادیان علاقہ کشمیر ملک ہندوستان) میں آپ سے ... آپ کو خط لکھتی ہوں لیکن بیان کیا گیا ہے کہ آپ خدا کے بزرگ رسول ہیں اور مسیح موعود کی قوت میں ہو کر آئے ہیں اور

بدر 14 مارچ 1907ء

''مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ اگر آپ چند سطور اپنے اقوال کے مجھے تقریر فرمادیں''۔

اکتوبر 1906ء میں جرمنی کے مشہور مشرقی شہر لائپ سگ Leipzig سے ایک کتاب Die Kultur der Gegenwart شائع ہوئی تھی۔ اس کے ایک حصہ مذاہب شرقیہ Die Orientalischen Religionen میں مشہور مستشرق Ignaz Goldziher کا ایک مضمون بھی شامل ہے جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کا ایک نئی اسلامی تحریک کے طور پر تفصیلی ذکر کیا ہے۔

اس کے علاوہ جرمنی کے ایک اور شہر Jena کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر Herr Karl Voller نے یونیورسٹی کی ایک تقریب منعقدہ موسم سرما 1906/07ء میں ایک مقالہ پڑھا جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کا نام لے کر کیا۔ یہ مقالہ کتابی شکل میں طبع بھی ہوا۔ مذکورہ بالا کتاب کا علم اخبار بدر قادیان کے شمارہ مطبوعہ 6 جون 1907ء میں شائع شدہ ایک رپورٹ سے ہوا۔ مذکورہ بالا کتاب کا علم اخبار بدر قادیان کے شمارہ مطبوعہ 6 جون 1907ء میں شائع شدہ ایک رپورٹ سے ہوا۔

محمد الیاس منیر، مربی سلسلہ

سرزمین جرمنی پر قدم رکھنے والے اوّلین مبلغ سلسلہ

مکرم مولانا مبارک علی بنگالی صاحب
کے
حالاتِ زندگی

اسلام و احمدیت کا پیغام اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ کے حین حیات ہی دنیا کے دیگر ممالک کی طرح جرمنی میں بھی پہنچ چکا تھا مگر باقاعدہ احمدی مبلّغِ اسلام ابھی نہیں پہنچے تھے۔ اوّلین مبلّغِ سلسلہ کی حیثیت سے سرزمین جرمنی پر قدم رکھنے کی سعادت خلافتِ ثانیہ کے عہدِ مبارک میں مکرم مولانا مبارک علی بنگالی صاحب مرحوم کے حصّہ آئی۔ موصوف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر ستمبر 1922ء میں لندن سے جرمنی کے پایۂ تخت برلن پہنچے اور یہاں قریباً تین سال تک نہایت بنیادی نوعیت کی اہم خدماتِ دین بجالانے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔ (الفضل قادیان 20 نومبر 1922ء)

حالاتِ زندگی

صوبہ بنگال میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی پیغام حق پہنچ گیا تھا اور پانچویں خوش نصیب بزرگ جو اہل بنگال میں سے احمدیت کی نعمت سے مالامال ہوئے وہ حضرت مولوی مبارک علی خان صاحب بنگالیؓ ہیں۔ آپ بنگال کے ضلع بوگرا کے دِگدایر (Digdair) گاؤں میں جنوری 1881ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام عرض الدین صاحب تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے ''پاٹھ سالہ'' میں حاصل کی اور اس کے بعد بوگرا کے ضلع سکول میں داخل ہوگئے پھر 1905ء میں کلکتہ کے مشہور Presidencey College سے بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد تدریس کا پیشہ اختیار کیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے وکالت بھی پڑھنا شروع کر دی تاہم اسے مکمل نہ کر سکے اور اپنی محکمہ تعلیم والی ملازمت جاری رکھی۔ اسی دوران سعید فطرت مولوی مبارک علی صاحب کو 1905ء میں ایک دوست کے ذریعہ Review of Religions کا ایک شمارہ ملا جسے پڑھنے کے بعد آپ کے اندر حقیقی اسلام کی تلاش کی جستجو شدت اختیار کرگئی۔ اس طرح سے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کا تعارف ہوا۔ آپ کو دیکھنے والے آپ کا مذاق اُڑانے لگے کہ نعوذ باللہ آپ کسی جادوگر کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں جس پر آپ پہلے سے بھی زیادہ تحقیق کرنے لگ پڑے تا کہ آپ حضور کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرسکیں۔

اِسی دوران آپ نے خواب دیکھا کہ ایک چوک میں آپ کھڑے ہیں تو وہاں برّصغیر پاک وہند کا نقشہ نمودار ہوتا ہے اور ایک پھیلتی ہوئی روشنی آسمان سے اُترتی ہے اور آہستہ آہستہ ایک نقطہ پر مرکوز ہوتی ہوئی ہندوستان کے شمال مغربی علاقہ میں ایک جگہ جاکر پڑتی ہے۔ پھر اس نقطہ سے گراموفون کی طرح کی گول گول لہریں پیدا ہوکر آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہو جاتی ہیں اور پھر یہ لہریں سارے ہندوستان پر محیط ہو جاتی ہیں پھر کیا دیکھتے ہیں کہ یہ لہریں بنگال تک جا پہنچتی ہیں اس کے بعد یہ لہریں ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے کشفی نظارے میں پگڑی پہنے ایک بزرگ کو متعدد بار دیکھا جن کے گرد کچھ لوگ بیٹھے فیض اٹھا رہے ہوتے۔ آپ اس بزرگ کے اتنے قریب ہوجاتے ہیں کہ ان کے جسم میں سما جاتے ہیں۔

اس کے بعد ایسے حالات پیش آتے رہے کہ حقیقی سچائی اور نیکی کی تلاش کی طرف مسلسل توجہ رہی۔ اسی نیکی کی تلاش میں بالآخر آپ 1909ء میں قادیان جا پہنچے۔ جہاں آپ نے دیکھا کہ ایک پگڑی والے بزرگ بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے مختلف عمروں کے مختلف لوگ بیٹھے ہیں اور وہ بزرگ ان کو قرآن کریم پڑھا رہے ہیں۔ یہ وہی نظارہ تھا جسے آپ کشف میں دیکھتے رہے تھے۔ یہاں آپ نے چند دن قیام کیا اور اس دوران میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے کردار اور سیرت کے بارہ میں ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں سے اور صحابہؓ سے خوب اچھی طرح تحقیق کی۔ آپ نے دیکھا کہ قادیان کی زندگی بہت سادہ اور قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ لوگوں کا رہن سہن اسلام کے عین مطابق ہے جس پر آپ بے اختیار کہہ اُٹھے کہ میں نے دنیا میں ہی جنت کو دیکھ لیا ہے۔ آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی آدمی ہے جسے آپ نے خواب میں دیکھا تھا چنانچہ آپ بیعت کے لئے تیار ہوگئے۔

بیعت کرنے کے بعد آپ اپنی گذشتہ زندگی کے بارہ میں بے انتہاء روئے۔ ایک دن خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور بیعت تو کرلی ہے مگر گزشتہ زندگی کے باعث بہت دل گرفتہ ہوں، حضور اگر اجازت دیں تو میں اپنی جان اسلام کی راہ میں قربان کر دینا چاہتا ہوں۔ بیعت کرنے کے بعد آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صحبت میں لمبے عرصہ تک رہنے کی سعادت حاصل کی۔ 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے 12 افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل

دی جس کا نام بھائی چارہ کمیٹی تھا اور آپ کو بھی اس کمیٹی کا ممبر مقرر فرمایا۔

قادیان سے جب گھر واپس آئے تو مخالفت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہر طرف سے قادیانی ہوگیا کافر ہوگیا کی مخالفانہ صدائیں بلند ہونی شروع ہوگئیں۔ آپ سے بدسلوکیاں ہوتی رہیں لیکن آپ نے پوری استقامت دکھائی اور نتیجۃً مخالفت کی آندھی تھوڑے عرصہ میں ہی دھوئیں کی طرح غائب ہوگئی۔

آپ کو قادیان کا ماحول اور خلیفہ وقت کی صحبت اس قدر پسند آئی کہ دسمبر 1913 میں ایک سال کے لئے ملازمت سے بلا اُجرت چھٹی لے کر قادیان پہنچ گئے۔ آپ نے یہ رخصت قادیان دارالامان میں صحبت صالحین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے ہمراہ قرآن کریم کے ترجمہ کا کام سرانجام دینے میں گزار دی۔ 1915ء کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے قائم کردہ انگریزی ترجمہ قرآن بورڈ کے ممبر مقرر ہوئے۔ آپ صوبہ بنگال میں قائم کی جانے والی پہلی انجمن احمدیہ کے بھی ممبر مقرر رہوئے۔ 1917ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو جن 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اُن میں مولوی صاحب موصوف بھی تھے۔حضورؓ نے آپ کو نائیجیریا جانے کا ارشاد فرمایا۔ اپنے پیارے امام کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے آپ جنوری 1920ء میں اپنے خرچ پر لندن پہنچے۔ آپ ابھی لندن میں ہی تھے کہ 1922ء میں جرمنی میں مشن کے قیام کا فیصلہ ہوا تو حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ جرمنی کے پایہ تخت برلن پہنچ کر وہاں جماعت کے مشن کا آغاز کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے فوراً رَختِ سفر باندھا اور ستمبر 1922ء میں برلن پہنچ کر اپنی تبلیغی مساعی کا آغاز کردیا۔ (الفضل قادیان 20 نومبر 1922ء) آپ کی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے اِبتداء میں ہی اِس قدر پھل لگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جرمنی میں فوری طور پر مسجد تعمیر کرنے کا اعلان فرمادیا اور ایک سال کے اندر زمین کی خرید، نقشہ کی تیاری اور منظوری کے بعد سنگِ بنیاد کی شاندار تقریب کا بھی انعقاد ممکن ہوگیا۔ آپ نے جرمنی میں کام کرنے والی مختلف تنظیموں سے بھی روابط قائم کئے اور مخالفت کا سامنا بھی کیا۔ جس کی تفصیل علیحدہ مضمون میں دی جا رہی ہے۔ الغرض اس طرح سے 1920ء سے 1924ء کا عرصہ آپ نے یورپ میں احمدیت کی تبلیغ اور توسیع کے کام میں صرف کیا۔ آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے غیر معمولی سلوک کے ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب آپ جرمنی آئے تو ٹی بی جیسا موذی مرض لاحق ہوگیا جس سے سب پریشان ہوگئے مگر اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر شفا عطا فرمائی۔

جرمنی سے آپ لندن تشریف لے گئے جہاں سے 1925ء میں آپ بمبئی کے راستہ قادیان واپس پہنچے۔ اس کے بعد آپ نے بنگال جاکر محکمہ تعلیم میں ملازمت جاری رکھی۔ اب آپ کی تقرری مغربی بنگال کے ضلع 'مالدہ' میں واقع سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر ہوئی۔ اسی دوران میں برطانوی حکومت نے آپ کی گراں قدر خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو 'خان صاحب' کے لقب سے نوازا۔ آپ 1935ء میں اپنے وطن بوگرا واپس آئے اور ضلع ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ جب آپ اپنے علاقہ کے ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر خدمات سرانجام دے رہے تھے، آپ کی نیکی اور بلندیٔ کردار کے بارہ میں ایک غیر از جماعت دوست جناب تجمیل الرحمان صاحب بیان کرتے ہیں:

''بوگرا ضلع سکول کے سابق ہیڈ ماسٹر بھاری شخصیت کے حامل مکرم خان صاحب مبارک علی صاحب... قادیانی مسلک سے تعلّق رکھتے تھے۔ آپ نہایت درجہ کے خدا ترس، وسعتِ قلبی کے حامل اور انسانیت کے وفادار خادم تھے''۔

(Souvenir, Bogra Zilla school on the celebration of 150 of the school,January 27,28 2005)

1938ء میں آپ نے فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور 1940ء میں اپنی ملازمت سے ریٹائرمنٹ حاصل کی اور اسی سال آپ صوبہ بنگال کے امیر جماعت مقرر ہوئے۔ دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے سماجی بہبود کا بھی بہت کام کیا ہے۔ بوگرا شہر میں گونگوں اور بہروں کے لئے ایک انسٹیٹیوٹ بنایا ہوا ہے۔ اس کے بانی مبانی آپ ہی ہیں۔ آپ یکم نومبر 1969ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور بوگرا میں مدفون ہوئے۔ (حالات زندگی مولوی مبارک علی صاحب مرتبہ مکرم عبدالاوّل صاحب مبلّغ انچارج بنگلہ دیش)

مکرم مولوی مبارک علی صاحبؓ کی مصروفیات اور مساعی کا ذکر اخبار الفضل قادیان میں نمایاں طور پر شائع ہوتا رہا۔ چنانچہ بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام برلن و لنڈن کے زیرِ عنوان اپنے طویل نوشتہ میں مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر نے لکھا:

مولوی مبارک علی

مسیح کی آمد ثانی پر کہا گیا تھا کہ وہ اپنے برگزیدوں کو جمع کرے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سعادت مند لوگ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ احمد قادیانی کے علَم کے گرد بہ شوق تمام جمع ہو رہے ہیں۔ اور جس غرض کے لئے مسیح موعودؑ کی آمد مقدر تھی۔ اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ ان سعید لوگوں میں سے مولوی مبارک علی صاحب ایک ہیں۔ یہ بہت پیچھے آئے اور میں کسی اور کی نسبت تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر اپنی نسبت کہتا ہوں کہ بہت آگے نکل گئے ہیں۔ اور سراسر اخلاص و محبت ہیں۔ انہوں نے لندن میں جو کچھ کیا بہت قابل تعریف ہے۔ اور اب برلن میں جو کچھ کررہے ہیں وہ خراج تحسین وصول کرنے کا مستحق ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

مولوی مبارک علی صاحب کی نسبت ایک انگریز نومسلم نے مجھے کہا ''وہ اسلام کا نمونہ ہے اور ایک انسان جو کچھ ہونا چاہیے وہ ہے''۔ خود برادرم مبارک علی صاحب ایک خط میں کسی غیر مبائع کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''(فلاں) فاضل پر محمود کے غلام کا لاہور کے آزاد کی نسبت زیادہ اثر ہوا''۔

احباب کرام اس مخلص کارکن دوست کے لئے بہت بہت دعا فرماویں۔

(الفضل قادیان دارالامان مؤرخہ 6 جولائی 1923ء)

محمد انیس دیال گڑھی

تعریف کے قابل ہیں یاربّ! ترے دیوانے

مکرم مولانا مبارک علی بنگالی صاحب کی خدمات کا ایک خاکہ

دورِ اوّلین کے مبلغین اسلام کی طرح دورِ آخرین کے مبلغین احمدیّت بھی ہر ملک و دیار میں پہنچے اور قربانی و ایثار کی نئی داستانیں رقم کرتے ہوئے ہر جگہ اسلام کا جھنڈا گاڑا۔ انہی میں سے ایک خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار جرمنی تشریف لانے والے پہلے مبلغ سلسلہ مکرم مولوی مبارک علی خان صاحب بنگالی تھے۔ جنہوں نے ستمبر 1922ء برلن پہنچتے ہی اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ آپ نے ایک گھر کرائے پر حاصل کر کے اسے جماعت کا مرکز بنایا۔ جرمن سوسائٹی میں تعلقات پیدا کئے۔ یہاں پہلے سے رہائش پذیر مسلمانوں سے تعارف حاصل کر کے ان کی قائم کردہ تنظیموں سے منسلک ہوئے۔ آپ کی تمام تر کاوشوں کا مرکز مسجد کی تعمیر تھا جس کے لئے آپ روزِ اوّل سے ہی سرگرم عمل تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی ان کوششوں کی تفصیل یوں بیان فرمائی:

''تمام بھائیوں اور بہنوں کو علم ہوگا کہ ہمارے عزیز بھائی ماسٹر مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی جو ساڑھے چار سو روپیہ ماہوار کی معقول ملازمت چھوڑ کر تبلیغ اسلام کے لیے لنڈن گئے ہوئے تھے، وہ آج کل جرمن کے پایۂ تخت برلن میں ہیں۔ ان کے جرمن جانے کی یہ وجہ ہوئی کہ مجھے مدّت سے خیال تھا کہ اس جنگ کے بعد جو قومیں مغلوب ہوں گی، وہ ایسی حالت کو پہنچ جائیں گی کہ ان کو آرام و راحت کا ذریعہ سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے اَور کچھ نظر نہ آئے گا۔ اور ان میں تبلیغ کرنے کے لیے یہ بہترین وقت ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ثابت ہوا۔ اس کے بعد جنگ کے اثرات کے ماتحت روس میں ایسے تغیرات پیدا ہوگئے کہ اس کا تعلق بقیہ دنیا سے کٹ گیا اور جرمن کے ساتھ اس کے تعلقات مضبوط ہوگئے۔ اس سے مَیں نے خیال کیا کہ علاوہ اس کے کہ جرمنی اب اسلام کی تعلیم کو سننے کے لیے باقی یورپین قوموں سے زیادہ تیار ہے، اس ملک میں تبلیغ کا مرکز بنانے سے روس میں تبلیغ کا راستہ بھی کھل جائے گا جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں۔ پس ان خیالات سے متاثر ہو کر اور ضرورت وقت کو محسوس کر کے میں نے ماسٹر مبارک علی صاحب کو جرمن بھیجا تا کہ وہ وہاں کے حالات پر پورے طور پر غور کر کے رپورٹ کریں۔ ان کی رپورٹیں نہایت امیدافزا ثابت ہوئی ہیں بلکہ ان کو تو اس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہوگیا کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں ایک مسجد اور مکان بنوایا جائے''۔ (الفضل قادیان 15 فروری 1923ء)

جرمنی میں جماعت کا پہلا مرکز

حضرت مولوی مبارک علی صاحبؓ نے ستمبر 1922ء میں لندن سے برلن پہنچنے کے فوراً بعد سب سے پہلے جو کمرا کرایہ پر حاصل کیا اس کا ایڈریس حسبِ ذیل تھا[1]۔

Dahlmannstrasse 9

حضرت مولوی صاحب کی رہائش والی یہ سڑک برلن کے ایک معروف محلہ Charlottenburg میں واقع تھی۔ دنیا بھر کے سیاح اس علاقہ کو دیکھنے آیا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے اس محلے کو برلن میں ایک خاص اہمیت حاصل تھی۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو ابتداء سے ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں تبلیغی مواقع کثرت سے ملے۔ بعد میں مولوی صاحب نے ایک دوسرے محلّہ میں کرائے پر مکان حاصل کر کے اسے اپنا مرکز بنایا جس کا ایڈریس حسب ذیل تھا:

Kleiststrasse 29, Berlin W62

اس مکان میں مولوی مبارک علی صاحب 1924ء کے آخر تک رہے[2]۔

مسلمانوں کی ایک مقامی تنظیم میں شمولیت

حضرت مولوی مبارک علی صاحبؓ کی برلن میں ابتدائی سرگرمیوں کا اہم پہلو مقامی حلقوں میں اپنے تعلقات بنانے کی کوشش تھا۔ چنانچہ آپ برلن میں مقیم مسلمانوں سے رابطے کرنے میں بہت جلد کامیاب ہوگئے اور محض چند ہفتوں میں ہی 4 نومبر 1922ء کو آپ برلن میں قائم مسلمانوں کی تنظیم Islamische Gemeinde zu Berlin e.V. کے باقاعدہ ممبر بن گئے۔ اس کے بانی دراصل عبدالجبار اور عبدالستار خیری نامی دو ہندوستانی بھائی تھے۔ اُس زمانہ میں ایک بڑی تعداد میں انگلستان مخالف مصری بھی برلن میں مقیم تھے جن کی اپنی تنظیم بھی Ägyptisch National Redikale Gruppe کے نام سے قائم تھی جس کا صدر ایک مصری ڈاکٹر منصور رفعت نامی شخص تھا۔ منصور رفعت کا تعلق بھی خیری برادران کی قائم کردہ تنظیم سے تھا۔ اوّل الذکر تنظیم کے بانی مذکورہ بالا خیری برادران اور منصور رفعت نے بعد میں جماعت کی مخالفت میں ایک اہم رول ادا کیا اور جماعت کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا قرار دے کر غالباً جرمن حکومت کے منظورِ نظر بننے کی کوشش کی۔ حضرت مولوی مبارک علی صاحبؓ کا اس تنظیم میں شامل ہونے کا مقصد محض تبلیغ کی خاطر مقامی حلقوں میں روابط اُستوار کرنا تھا۔ آخری مرتبہ اس تنظیم کے اجلاس منعقدہ جولائی 1923ء میں آپ نے شرکت کی[3]۔

عمومی روابط کے علاوہ جن معروف شخصیات سے مولوی صاحب کے قریبی روابط کا مختلف ذرائع سے علم ہوتا ہے، ان میں Prof.Ruska، Prof. Georg Kampffmeyer، Nufti Bey, Dr. Schoemls، امام حافظ شکری بے، ضیاء بے، پروفیسر فریزی، امام ادریس شامل ہیں۔

1- Jonker. The dynamics of adaptive globalisation in entangled Religions 1 2014,P.132

2۔ ڈائری مولوی مبارک علی صاحب، 1923ء صفحہ 36۔
Ali,Mubarak Ahmadija- Bewegung oder Reiner Islam Berlin 1924.

3- Jonker. The dynamics of adaptive globalisation in entangled Religions 1 2014,P.132

انہی وسیع تر تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے مسجد خدیجہ برلن کے افتتاح کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ 05 اگست 1923ء کو مسجد برلن کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔جس میں جرمنی کے وزیر داخلہ اور وزیر برائے رفاہ عامہ، ترکی اور افغانستان کے سفراء، متعدد اخبار نویس اور بعض دیگر معززین شامل تھے اور مہمانوں کی تعداد 400 تھی اور احمدی اس زمانے میں صرف چار تھے۔ یہ اُس وقت حال تھا لیکن اتنے وسیع تعلقات تھے۔ یہ تھی اُس وقت کے مبلّغین کی کوشش کہ اتنے وسیع تعلقات تھے اور یہ سب بڑی بڑی شخصیات اُس وقت مسجد کی بنیاد کے لئے تشریف لائیں اور بہرحال مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا"[4]۔

4۔(خطبات مسرور جلد ششم صفحہ 422۔خطبہ جمعہ 17/اکتوبر 2008ء)

تعمیر مسجد کا منصوبہ

حضرت مولوی مبارک علی صاحبؓ کے جرمنی آنے کا سب سے بڑا مقصد اور مشن مسجد کی تعمیر تھی۔ چنانچہ آپ نے ابتداء سے ہی اس پر بڑے جوش و جذبہ سے کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس مساعی میں برکت بھی ڈالی اور محض تین ماہ کی قلیل مدت میں کامیابی حاصل کر لی۔ آپ کی ان کامیاب کوششوں کے بارہ میں الفضل قادیان میں ناظر صاحب بیت المال کی طرف سے 20/ نومبر 1922ء کے الفضل کے شمارہ میں صفحہ اول پر درج ذیل اعلان شائع ہوا:

"جرمنی میں مسجد احمدیہ

بہت عرصہ سے جرمنی میں مسجد احمدیہ کے لئے خرید زمین و دیگر انتظام تعمیر کی کوشش کی جارہی تھی۔ اب ستمبر گزشتہ سے مولوی مبارک علی صاحب اسی کام کے لئے وہاں تشریف لے گئے ہیں اور اُن کا خط آیا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ 2 ایکڑ زمین خریدنے کا انتظام کر لیا ہے۔ ایکسچینج کی وجہ سے اس وقت خرید زمین اور تیاری مسجد کے لئے کل خرچ کا اندازہ بیس ہزار روپیہ تک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا منشاء مبارک ہے کہ بجائے جماعت میں عام تحریک کرنے کے چند دوست بہت جلد اس رقم کو پورا کردیں تا کہ ایکسچینج کا فائدہ حاصل ہو سکے۔ یہ چندہ مسجد احمدیہ جرمنی کے نام پر 15/دسمبر 1922ء تک جمع ہو جانا چاہئے۔

(والسّلام نیاز مند ناظر بیت المال)"[5]

چنانچہ 16 فروری 1923ء کو مولوی مبارک علی صاحب نے مسجد کے لئے Witzleben کے سٹیشن کے بالمقابل Dresselstrasse اور Riehlstraße کے سنگم پر 200 پونڈ میں زمین خرید کر لی[6]۔ آپ نے اس منصوبہ پر اس مستعدی سے کام کیا کہ چند ہفتوں میں مسجد کا نقشہ برلن کے ایک مشہور آرکیٹیکٹ A.K.Hermann سے تیار کروا کے منظوری کے لئے متعلقہ محکمہ میں جمع کروادیا۔

5۔الفضل قادیان 20 نومبر 1922ء صفحہ 1

6۔ Höpp, Gerhard Berlin für Orientalisten ein Stadtführer, Berlin 2002,P. 20

اس کی بعثت اُخریٰ میں آخرین گئے

وطن کی یاد بھلا کر مہاجرین گئے
مؤلّفین گئے کچھ مُصنّفین گئے
مجاہدین دِلاور جہاد کرنے کو
کمر سے باندھ کے شمشیرِ علم دین گئے
جو ملک دین کی تعلیم سے تھے بے بہرہ
انہیں پڑھانے ہمارے معلّمین گئے
مسیح وقت کے مکتب کے فارغ التحصیل
مریض ملکوں کی جانب معالجین گئے
اسی نذیر کی تبلیغ کو اُٹھائے ہوئے
کنارہ ہائے زمیں تک مبلّغین گئے
عرب کی خاک سے کچھ بادیہ نشین گئے
زمینِ ہند سے کچھ قادیاں گزین گئے
وہ جس کی بعثتِ اولیٰ میں اوّلین گئے
اس کی بعثتِ اُخریٰ میں آخرین گئے

(کلامِ حسن رہتاسی، صفحہ 182)

مقامی ذرائع ابلاغ میں تشہیر

زمین کی خرید کے بعد نقشہ کی تیاری کے ساتھ ساتھ مولوی صاحب نے مقامی میڈیا کے ذریعہ عوامی حلقوں میں مسجد کی تعمیر کے متعلق معلومات فراہم کرنی شروع کر دی تھیں۔ چنانچہ تقریب سنگِ بنیاد سے بھی پہلے تعمیر مسجد کے حوالہ سے مختلف اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں، مثلاً Berliner Lokal Anzeiger نے 19 جون 1923ء کی اشاعت میں "Kaiserdamm پر ایک عجیب تعمیر" کے عنوان سے ایک خبر شائع کی۔ پھر اسی اخبار نے اپنی 7/اگست 1923ء کی اشاعت میں مسجد سے متعلق "برلن میں ہندوستان" کے عنوان سے تفصیلی خبر شائع کی۔

اس دوران تعمیر مسجد کی اجازت کے لیے قانونی مراحل طے ہونے کے بعد 27 جولائی 1923ء کو مسجد کی تعمیر کی اجازت بھی حاصل ہوگئی تو اُسی دن بنیادوں کی کھدائی کا کام شروع ہوگیا تھا جس کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے اسی دن کے خطبہ جمعہ میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا:

"تھوڑا عرصہ ہوا میں نے اِسی مسجد میں کھڑے ہوکر اپنا منشاء ظاہر کیا تھا کہ برلن میں مسجد تعمیر کی جائے۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ گو ہماری جماعت پہلے ہی کمزور ہے اور اخراجات کا بہت بوجھ اٹھائے ہوئے ہے مگر اس کا بھی جو کمزور حصہ ہے اس کے سرمائے سے مسجد بنے۔ گویا دنیا میں سب سے زیادہ کمزور جماعت جو ہے اس کا بھی کمزور حصہ (یعنی مستورات جو اس لحاظ سے بھی کمزور ہیں کہ ان کی کوئی علیحدہ کمائی نہیں ہوتی اور اس لحاظ سے بھی کہ مردوں جتنا علم نہیں ہوتا) یہ اس کام کو کرے تا کہ یہ ایک زبردست نشان ہو... پس یہ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ایک قلیل عرصہ میں قلیل جماعت کی قلیل تعداد اور کمزور حصہ نے مطلوبہ سرمایہ سے بھی زیادہ جمع کر دیا۔ اور مسجد بننے کا کام شروع ہوگیا۔ آج مَیں نے اس بات کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ مَیں نے لکھا تھا جب مسجد کی بنیاد رکھنے کا کام شروع ہو تو یہاں تار دیں تا کہ جماعت دعا کرے۔ آج تار آگئی ہے جس میں لکھا ہے کہ آج کے دن 9 بجے

بنیادیں کھدنی شروع ہو جائیں گی۔ چونکہ وہاں یہاں کی نسبت بعد میں سورج طلوع ہوتا ہے اس لئے وہاں کے 9 بجے کے یہ معنے ہیں کہ اس وقت جو جمعہ کی نماز کا وقت ہے وہاں 9 بجیں گے۔ اور گویا اِس وقت وہاں بنیادیں کھودی جا رہی ہوں گی۔ چونکہ یہ خصوصیت سے قبولیت دعا کا وقت ہے اس لئے میں جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں خدا تعالیٰ اس کام کو بابرکت کرے اور جس طرح عیسائیت اِن ممالک میں پھیلی اس سے بڑھ کر اسلام پھیلے اور جس طرح ہم نے وہاں مسجد بننے کی خوشخبری سن لی ہے اُسی طرح اسلام کی ترقی اور عظمت کا نظارہ بھی اپنی زندگی میں دیکھ لیں[7]۔

اس مسجد کے لیے مولوی مبارک علی صاحبؓ نے کوششوں کا آغاز کیا ہی تھا کہ برلن میں موجود مسلمانوں کی طرف سے جماعت کی مخالفت شروع ہو گئی۔ خیری برادران اور ان کے ساتھی اس میں پیش پیش تھے جو اس مخالفت میں بڑھتے ہی چلے گئے۔

مسجد کی تقریب سنگ بنیاد

مسجد کی تقریب سنگِ بنیاد 6 اگست 1923ء بروز سوموار شام پانچ بجے منعقد ہوئی۔ آپ نے تقریب کے لئے 500 دعوت نامے مختلف شخصیات کو بھجوائے[8]۔ مقامی مسلمانوں کی طرف سے جماعت کی مخالفت کے باجود اس تقریب میں تقریباً 400 مہمان شامل ہوئے جن میں جرمن وزارت داخلہ کے Staatssekretär (state secretary) مسٹر ڈاکٹر فروئنڈ Dr. Freund جو کہ اس وقت کے وزیرِ داخلہ کے تحت کام کرتے تھے اور اسی طرح صوبہ Brandenburg کے Oberpräsident یعنی صوبائی وزیرِ اعلیٰ ڈاکٹر مائر Dr. Maier بھی تھے[9]۔ اس کے علاوہ افغانستان کے سفیر غلام صدیق خان۔ حکومت ترکی کی طرف سے مقرر کردہ امام حافظ شکری بے (Hafiz Sükrü Bey)، برلن یونیورسٹی سے ایرانی پروفیسر مرزا حسن اور سید محمد ہاشم افغان سٹوڈنٹس کی

7۔خطبات محمود جلد 8 صفحہ 146۔147۔خطبہ جمعہ 27 جولائی 1923ء
8۔الفضل قادیان 5/اکتوبر 1923ء
9- Deutsche Allgemeine Zeitung 7.8.1923

نمائندگی میں شامل تھے اسی طرح امام عالم ادریس جن کو بخارا کے امام کے طور پر لکھا ہوا ہے اور مشہور جرمن مستشرق Georg Kampffmeyer بھی موجود تھے[10]۔ اس تاریخی تقریب میں مولوی مبارک علی صاحب سمیت چار احمدی شامل ہوئے۔ ان میں ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ صاحب اور ان کے بھائی (نام معلوم نہیں ہوسکا) اور محمد اسحاق خان صاحب ابن مستری قطب الدین صاحب شامل تھے۔ (موٴخرالذکر Dresden سے اس تقریب میں شمولیت کے لئے بطور خاص آئے تھے[11]) تقریب کے دوران مصری ڈاکٹر منصور رفعت نے تقریب کے دوران شور مچایا جس پر پولیس نے اسے ساتھیوں سمیت تقریب سے زبردستی نکال دیا جس کے بعد تقریب جاری رہی[12]۔

جرمن زبان میں اوّلین کتاب

مسجد کی تعمیر شروع ہونے پر رفعت منصور نے جماعت کے خلاف بعض پمفلٹ شائع کرنے شروع کئے جن میں جرمن عوام کو جماعت کے خلاف اُبھارنے کے لئے مختلف قسم کے الزامات لگائے مثلاً جماعت احمدیہ انگریز کی ایجنٹ ہے، وغیرہ۔ اسی طرح افغانستان کے سفیر کو مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی وجہ سے سخت تنقید کا نشانہ بنایا[13]۔

انگریز کے ایجنٹ ہونے کے اعتراض کا جواب حضرت مصلح موعودؓ نے اُسی وقت بڑی تفصیل سے مولوی مبارک علی صاحب کے نام ایک خط میں دیا تھا جس کا متن الفضل 21 ستمبر 1923ء میں شائع ہوا۔ اس تفصیلی مضمون کا جرمن ترجمہ محترم مولوی صاحب نے

Ahmadija-Bewegung
oder
Reiner Islam

10- Deutsche Allgemeine Zeitung 8.8.1923
ڈائریٔ مولوی مبارک علی صاحب 1923ء صفحہ 15
11۔الفضل قادیان 5/اکتوبر 1923ء
12- Vossische Zeitung 7.8.1923
ڈائری مولوی مبارک علی صاحب 1923ء صفحہ 11
13- Mansur Rifet: Die Ahmadia- Sekte,Berlin August 1923. Mansur Rifet:Der Verrat der Ahmadis and Heimat und Religion, Berlin September 1923.
Mansur Rifet: Die Ahmadia- Agenten, Berlin Nov.1924

’تحریک احمدیت یا حقیقی اسلام‘ کے عنوان سے شائع کرایا۔ علاوہ ازیں ایک اور پمفلٹ بھی شائع کیا جس کا عنوان مندرجہ ذیل تھا[14]۔

Zurückweisung der Anschuldigung, die Anhänger der Ahmadia Bewegung seien Vorkämpfer des englischen Imperialismus

مولوی مبارک علی صاحب کی واپسی

ابھی مسجد کی کچھ دیواریں بننا شروع ہوئی ہی تھیں کہ جرمنی میں معاشی بحران نے شدّت اختیار کر لی جس کی وجہ سے یہ منصوبہ شرمندۂ تعمیر نہ ہوسکا۔ اس کے بعد 1924ء میں اس مشن کو بند کرنے کا فیصلہ ہوا تو محترم مولوی مبارک علی صاحب پہلے لندن اور پھر قادیان واپس تشریف لے گئے۔

یہ درست ہے کہ مسجد کی تعمیر اور مشن کے قیام کا یہ منصوبہ اُس وقت شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا لیکن سر زمین جرمنی اولوالعزم حضرت مصلح موعودؓ کے ہمیشہ پیش نظر رہی۔ چنانچہ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا کے مطابق جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا کا منظر بدلا اور حالات نے پلٹا کھایا تو جرمنی میں جماعت احمدیہ کے احیائے نَو کا نظارہ ہم سب نے دیکھا جب مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے متعدد بار جرمنی کا دورہ کیا پھر 1949ء میں مکرم چودھری عبداللطیف صاحب کے ذریعہ یہاں مشن کا باقاعدہ قیام ہوا۔ اس کے بعد خدا کی تقدیر نے وہ دن دکھائے جب ہمبرگ و فرانکفرٹ میں ایک کے بعد دوسری مسجد تعمیر ہوئی اور 2008ء میں برلن میں بھی مسجد خدیجہ تعمیر ہوئی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہر شہر مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور ہر سو احمدی آباد ہو چکے ہیں، الحمدللہ۔ یہ سب نظارے دراصل ہمارے بزرگ مبلغین سلسلہ کی ابتدائی زمانے کی قربانیوں کے شیریں ثمرات ہیں، اللہ تعالیٰ ان بزرگان کو اجرعظیم بخشے، ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور ان کی نسلوں اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلائے، آمین۔

(ان خدمات کی تفصیل کے لیے اخبار احمدیہ جرمنی اگست، ستمبر، دسمبر 2015ء، اکتوبر 2017ء، فروری 2018ء ملاحظہ فرمائیں)

14- Rifet, Mansur: Vollständiger Zusammenbruch der Ahmadia- Sekte,Berlin 1924.

محمد انیس دیالگڑھی

تذکرۃ الشہادتین

اس کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم نبیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ کے حصہ میں آئی۔

جولائی 1903ء میں افغانستان میں ایسا اندوہناک، دردناک اور دلخراش واقعہ پیش آیا جس نے اس خطۂ ارض کے امن وامان کے خرمن کو پھونک ڈالا اور اسی واقعہ کے نتیجہ میں آج تک یہ خطۂ زمین امن وامان کو ترس رہا ہے اور ایک صدی سے زائد کا عرصہ گذرنے کے بعد بھی بظاہر اس سے نکلنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اس واقعہ کے بعد بزرگ مسیح کے قلم مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ نے بہرحال پورا ہو کر رہنا تھا:

''اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلمِ عظیم کی جگہ ہے''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 74)

یہ واقعہ دو معصوموں حضرت سیّد عبداللطیف صاحبؓ اور ان کے شاگرد حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی دردناک شہادت کا ہے۔ ان کی شہادت کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام الٰہی ہوا تھا ''شاتان تُذْبَحَان'' کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔

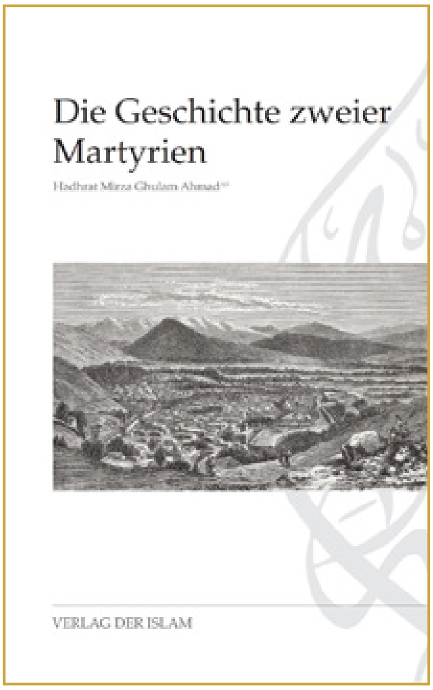

حضور علیہ السلام کی زیرِ نظر تصنیف ''تذکرۃ الشہادتین'' میں ان ہر دو واقعات کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب حج کی غرض سے کابل سے روانہ ہوئے تو رستہ میں ظہورِ مہدی کی خبر کی تصدیق کے لیے قادیان ٹھہر گئے اور حضرت مسیح موعودؑ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ حضورؑ فرماتے ہیں ''اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ مَیں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لیے ممکن نہیں۔ اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایسا ہی مَیں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔ اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابلِ رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا۔ اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعتِ الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور خدا کے خوش کرنے کے لیے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس وخاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اُس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 8)

مذکورہ کتاب میں حضورؑ نے حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو گلا گھونٹ کر شہید کرنے کا واقعہ بیان فرمایا جن پر الزام لگایا گیا تھا یہ شخص مسیح قادیان کا مرید ہے اور جہاد کا مخالف ہے۔

پھر حضرت مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رئیس اعظم خوست کی دردناک شہادت کا ذکر کیا۔ یہ واقعہ جہاں انتہائی سفاکی بربریت کا مظہر ہے وہاں حضرت

بار اول

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اخوند زادہ سرآمد علماء
کابل و رئیس شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست
مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت
کا ذکر ہے اور نیز ان کے شاگرد رشید
میاں عبد الرحمٰن کے شہید ہونے کے
حالات کو بھی تالیف کر کے تحریر

تذکرۃ الشہادتین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع

صاحبزادہ صاحب کی ثابت قدمی اور پہاڑ جیسی استقامت کا بھی آئینہ دار ہے۔ امیر کابل نے کئی مواقع مہیا کئے اور کئی بار پیغام بھیجا کہ مہدی معہودؑ کا انکار کر دو تو تمہاری ساری شان وشوکت بحال کر دوں گا بلکہ پہلے سے بڑھ کر عزت افزائی ہوگی مگر آپؓ نے اس چند روزہ شان وشوکت کو تج کر آخرت کی عزت افزائی کو ترجیح دی۔ تب تو امیر اور اُس کے درباریوں اور ملاؤں کا غیظ وغضب انتہا کو پہنچ گیا اور انہوں نے نہایت بے دردی سے اُس معصوم کو شہید کر دیا۔ موت سے قبل انتہائی سخت اور ذِلت آمیز قید میں رکھا گیا اور ناک میں نکیل ڈالی گئی۔ غرض ان تمام ظلموں مصیبتوں اور ذِلتوں کو خاموشی سے برداشت کرتے رہے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا اور مسیح وقت سے ان الفاظ میں تمغہ حاصل کرکے جنت کے اعلیٰ مقام پر جا فائز ہوئے:

''اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا''

بعد میں آنے والوں کے لئے یہ درد بھرے الفاظ حضور علیہ السلام نے لکھے:

''جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے''

یہ درد بھرے الفاظ ایسی دعا بن گئے کہ بعد میں آنے والے جاں نثاروں نے ان قربانیوں کو زندہ رکھا اور ہر دَور اور ہر مقتل میں اس شان اور سج دھج سے گئے جس سے اوّلین شہداء کی یاد تازہ ہوگئی۔

اوپر دی گئی تصویر میں جماعت احمدیہ کا وفد جو پورے تیرہ دن تک پاکستان کی قومی اسمبلی 1974ء پر چھایا رہا
دائیں سے بائیں: محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحبؒ۔حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؒ۔حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحبؒ،حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ

کچھ باتیں کچھ یادیں

چراغ میرا ہے رات اُن کی

ابن قمر اسلام پوری

1974ء جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔اس سال حکومتِ وقت کے حکم پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قومی اسمبلی پاکستان میں پیش ہوکر جماعت احمدیہ کا موٴقف پیش فرمایا۔سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ خلیفہ وقت نے بنفسِ نفیس ایک ایسے ایوان میں اتمام حجت فرمائی جس میں اس وقت کے چوٹی کے لیڈر شامل تھے۔

اس بارہ میں اگرچہ بہت سا مواد موجود ہے لیکن مکرم مدیر صاحب اخبار احمدیہ جرمنی کا اصرار ہے کہ مَیں اُن واقعات یا باتوں کو بیان کروں جو وفد جماعت احمدیہ کے رُکن مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد موٴرخ احمدیّت کی زبان سے خاکسار نے سماعت کیں۔ اس ہدایت کی تعمیل میں چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات اُن کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں
چراغ میرا ہے رات اُن کی

قومی اسمبلی کی موجودہ عمارت چونکہ ابھی بنی نہیں تھی اس لیے اس کے اجلاس موجودہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کے پُرشکوہ ائیر کنڈیشنڈ عمارت میں ہوتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت میں وفد اس کے کمیٹی روم نمبر 2 میں پہنچتا تھا اور پھر وہاں سے چیئرمین سپیشل کمیٹی (یعنی سپیکر قومی اسمبلی) کے بُلاوے پر قومی اسمبلی پہنچتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے ساتھ قرآنِ مجید (جو حضورؒ کو 1934ء میں آکسفورڈ جاتے ہوئے مصر کی جماعت نے تحفہ دیا تھا)، قرآنِ کریم کا انڈیکس، درثمین عربی، درثمین فارسی، درثمین اردو لے کر جاتے تھے۔ یہ تمام اشیاء حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے پاس ہوتی تھیں اور ساتھ میں سبز چائے والا تھرماس۔

خالدِ احمدیّت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے پاس ان کی کتاب ''تفہیماتِ ربّانیہ'' اور حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے پاس تحقیقاتی عدالت 1953ء کی رپورٹ ہوتی تھی۔ حوالے نکالنے، کاپیاں لانے، اخبارات و رسائل اور کتب دکھانے کی ذمہ داری حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی تھی اس لیے ان پر مشتمل تین ٹرنک (بکس) اُن کے پاس ہوتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پہلے ہی دن وفد کے اراکین کو بتا دیا تھا کہ ہمیں انہوں نے دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا ہے مگر میرے خدا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ ملاں کو اس بات کی پروا نہیں ہے۔ پاکستان یا یہ لوگ جتنے پیپلز پارٹی کے کمیونسٹ ہیں، وہ اسلام کے دشمن ہو جائیں، انہیں ہر قیمت پر جماعت احمدیہ کو زک پہنچانا مقصود ہے۔ ہمیں اس لیے اجازت دی گئی ہے تاکہ اس رنگ میں جواب دیا جائے کہ جو اسلام سے دور جا رہے ہیں، وہ اسلام کے قریب آجائیں اور ایسا اثر ہو کہ اسلام کے سچے علمبرداروں کو اسلام کی عظمت اور شوکت کو یہاں قائم کرنا ہے۔ ملاں کی اس رَوش کی وجہ سے جو خدا کے اور مصطفیٰ ﷺ کے منکر ہو رہے ہیں، نظر ثانی کر سکیں۔

جماعت احمدیہ کو اس کارروائی کو ریکارڈ کرنے کے ہر حق سے محروم کیا گیا تھا۔ مکرم مولانا صاحب کو بھی صرف یہ اجازت تھی کہ جو اعتراض کیا جائے، اسے تحریر کر لیا جائے تاکہ حضورؒ کی خدمت میں اس کے مطابق حوالے اور کتب پیش کر سکیں اور حضورؒ اگلے دن اس کا جواب دیں۔ اس کے سوا کسی قسم کے ریکارڈ کی اجازت نہ تھی۔ بلکہ بعض ممبران اسمبلی کی طرف سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ مولانا صاحب کے ٹرنک کی بھی تلاشی لی جائے کہ کوئی خفیہ ٹیپ ریکارڈر ان کے اندر چھپا کر کارروائی کی ریکارڈنگ نہ ہو رہی ہو۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک عرضداشت ''محضر نامہ'' کی صورت میں اراکین اسمبلی کو پیش کیا گیا۔ اس محضر نامہ کو حضورؒ نے اپنی پُرشوکت آواز میں پڑھا۔ ایک دن جب حضورؒ یہ محضر نامہ پڑھ رہے تھے تو اس کے آخری باب پر پہنچے جس کا عنوان تھا ''دعا''۔ جونہی حضورؒ نے دعا کا لفظ فرمایا تو حاضرین سمجھے کہ اب مرزا صاحب دعا کروانے لگے ہیں چنانچہ ملّاں حضرات نے اونچی اونچی کہا کہ نہیں! نہیں!! مرزا صاحب دعا ہم خود کریں گے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ یہ عنوان ہے، اصل عبارت کا جواب میں پڑھنے لگا ہوں اور پھر آپ نے اختتامی عبارت پڑھی۔

ایک دن یحییٰ بختیار صاحب اٹارنی جنرل (جو حکومت کی طرف سے سوال کرنے پر مامور تھے) کے ہاتھ میں ایک چٹ تھی جس میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''سیرت الابدال'' کے صفحہ 193 پر حضرت مسیحؑ کی سخت توہین کی ہے اور سخت گستاخی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ حضورؒ کی اصل تحریر دیکھ کر کل جواب دوں گا۔

حضورؒ نے اراکین وفد سے کہا کہ اٹارنی جنزل کی یاددہانی تک مجھے یاد نہ کروایا جائے۔ اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ بڑا اہم سوال تھا جو آپ نے نظرانداز کر دیا۔ حضورؒ نے استفسار فرمایا۔ کون سا؟ حضورؒ چاہتے تھے کہ یہ ٹیپ ریکارڈ ہو جائے۔ یحییٰ بختیار صاحب نے کہا کہ سیرت الابدال کے صفحہ 193 والا سوال۔ حضورؒ نے جواباً فرمایا کہ میں نے رات وہ کتاب دیکھی ہے۔ اس کتاب کے 193 صفحات تو الگ رہے، اس کے سو صفحے بھی نہیں، اسّی بھی نہیں، ساٹھ بھی نہیں، چالیس بھی نہیں، بیس صفحہ بھی نہیں ملا۔ یہ عربی زبان کا رسالہ ہے اور اس کے صرف سولہ صفحات ہیں اور اس میں خدا کے برگزیدہ بندوں کی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت مسیحؑ کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ اب خدا کا یہ عاجز بندہ سولہ صفحات کے رسالہ میں سے ایک سو ترانوے نمبر کا صفحہ کہاں سے لا سکتا ہے۔

حضرت مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ منظر ایسا تھا کہ کاش ہمارے پاس کیمرہ ہوتا تو کم از کم یہ دنیا کو دکھانے کے لائق تھا۔ جب حضورؒ نے ایک خاص انداز سے تبسم کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔ ایک بھاگڑ مچی ہوئی تھی۔ میرے سامنے ابھی تک وہ نقشہ ہے۔ مفتی محمود صاحب، شاہ احمد نورانی صاحب، پروفیسر غفور احمد صاحب، مولانا ظفر انصاری صاحب۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ مرزا صاحب کی کتابیں منگواؤ، کوئی اس طرف دوڑا، کوئی اپنی کتابیں دیکھ رہا ہے۔ پیپلز پارٹی والے اٹھ اٹھ کر مسکراتے اور اشارے بھی کرتے تھے۔

بھٹو صاحب کی حکومت اور ملاؤں نے خدا کی پیاری جماعت کے خلاف اگرچہ ہمہ گیر فتنہ تو ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اٹھایا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اسمبلی 1974ء میں ختم نبوت، اس کی حقیقت اور اس کے معنی کے متعلق سرے سے کوئی سوال ہی نہیں کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو محضر نامہ پیش فرمایا، اس میں ختم نبوت سے متعلق اقتباسات اور حوالہ جات میں سے کسی کو بھی چیلنج کرنے یا تنقید کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

ایک دن ایسی صورت ہوئی کہ عام معمول کے مطابق سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے خدام کے ساتھ اجلاس کے اختتام کے معاً بعد لاؤنج میں مولانا صاحب کا انتظار کر رہے تھے۔ اُن کے پاس چونکہ کتابیں بھی ہوتی تھیں، بکس ہوتے تھے تو دستاویزات کو، کتابوں کو، رسالوں کو اپنی اپنی جگہ پر رکھ کر پھر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضورؒ از رہ شفقت کچھ انتظار فرما لیتے۔

ایک دن جب انہوں نے کتابیں بکسوں میں رکھیں اور لے جانے کے لیے ہال سے باہر جا رہے تھے تو ایک کونے سے آواز آئی کہ یہ کتابیں ہمیں دے کے جائیں۔ ابھی یہ آواز بلند ہوئی ہی تھی کہ پیپلز پارٹی والوں کی طرف سے آواز آئی کہ یہ لیتے جائیں، یہ بم ہیں، یہاں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر مولانا صاحب یہ کہہ کر فوراً باہر آ گئے کہ یہ بم زندوں کو مارنے کے لیے نہیں، مُردوں کو مارنے کے لیے ہیں۔ حضورؒ مولانا صاحب کو دیکھتے ہی مسکرائے اور نہایت شفقت بھرے انداز میں فرمایا۔ شیر آ گیا ہے؟

تائیدات الٰہی کے سلسلہ میں مکرم مولانا صاحب نے بتایا کہ

’’آپ سب اُس ماحول کو اپنے سامنے رکھیں جبکہ سب دشمنانِ احمدیّت سرکاری سطح پر متحدہ محاذ قائم کئے ہوئے تھے اور استعماری طاقتیں ان کی پشت پناہی کر رہی تھیں۔ کسی کو کوئی علم نہیں تھا۔ یہ خیال اور تصوّر بھی نہیں تھا کہ اسمبلی میں کیا کیا سوالات پوچھے جائیں گے۔

اس ماحول میں آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ کتنے وسیع پیمانے پر جماعت کو اپنے دفاع کے لیے تیاری کی ضرورت ہوگی۔ اپنی بساط کے لحاظ سے اور ان واقعات کے لحاظ سے۔

حضورؒ کے ارشاد پر میں قریباً ایک ہزار کتب خلافت لائبریری ربوہ سے لے کر گیا تھا۔ کچھ میری اپنی کتابیں تھیں مگر یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے توکل پر کئے جا رہے تھے اور جو انتخاب کیا گیا تو یہ کسی نے نہیں بتایا کہ یہ کتابیں منتخب ہونی چاہئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت جو رہنمائی فرمائی اس کے مطابق مَیں نے وہ کتابیں چن لیں اور ساتھ لے گیا‘‘۔

اس ضمن میں آپ نے بتایا کہ

’’اس کے بعد ایک موقع ایسا آیا کہ اس میں شیعوں کی بعض کتابوں کا پیش کرنا مقصود تھا۔ حضرت امام جعفر صادقؒ کی یہ کتابیں ہمارے پاس تھیں ہی نہیں۔ لائبریری میں بھی موجود نہیں تھیں۔ سیّدی حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ شیعہ لٹریچر حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ آف مردان کے پاس موجود تھا۔ وہ فوت ہو چکے ہیں لیکن اگر ان کی لائبریری دیکھی جائے تو ممکن ہے کہ یہ کتب مل جائیں۔ اب صرف رات کا وقفہ تھا ہمارے پاس۔ اسمبلی کا اجلاس ختم ہوا۔ مکرم چودھری رحمت علی صاحب آف سڑوعہ راولپنڈی میں تھے۔ انہوں نے اپنی کار پر مجھے لے جانے کی حامی بھری اور راتوں رات ہم مردان پہنچے۔ اب یہ اللہ کا فضل اور احسان ہے کہ گھر میں ان کے صاحبزادے اور عزیز موجود تھے اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے کتب خانہ دیکھنے کی اجازت دی اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ ساری کتب اس میں موجود تھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے راتوں رات یہ کام ہوگیا۔

خدا کے فضلوں اور اس کی تائید غیبی کا ایک اور واقعہ آپ نے سنایا کہ

’’ایک دن ساری رات ہم لوگ جاگتے رہے۔ کوئی حوالے نقل کر رہا ہے اور کوئی جو پہلے حوالے تھے۔ مثلاً جو کچھ رہ گئے تھے جن کا جواب دینا مقصود تھا، اس کی تیاری، پھر نئے کا تو کچھ پتا نہیں تھا۔ اسی عالم میں ہمیں بتایا گیا کہ اب تیار ہو جاؤ جانے کے لیے۔ مَیں نے تین ٹرنک حسبِ دستور ساتھ لیے۔ ان میں کتابیں رکھیں، کسی میں دستاویزات، کسی میں مسودات، کسی میں اخباریں۔ اس میں مَیں نے وہ مسوّدے۔ رکھے جو ہم نے فوٹو کاپی کر کے پیش کرنا تھے، ان کو جمع کرانا تھا۔ اس سے قبل داخل ہونے والے مسوّدے۔ تو یہ ایک ہجوم تھا مطالبوں کا۔ عجیب بات ہے کہ چلتے ہوئے جب مَیں یہ تینوں ٹرنک اٹھانے لگا تو خدا نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ ان ہزار کتابوں میں بڑی مشہور کتاب ’’تذکرۃ الاولیا‘‘ بھی ہے۔ شاید اس کی ضرورت پڑ جائے۔ اب دیکھیں خالصۃً خلیفۂ وقت کی دعاؤں اور آسمان کے فرشتوں کے نتیجہ میں یہ بات آئی ورنہ میرے ذہن اور خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ مَیں نے اس وقت ’’تذکرۃ الاولیا‘‘ سب سے اوپر رکھی۔

اسمبلی میں جو سوالات ظفر انصاری صاحب نے کئے (آخری دن یحیٰی بختیار کی بجائے ظفر انصاری صاحب سے سوالات کروائے گئے تھے) اُن میں تیسرا سوال ظلّی حج کے بارہ میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں جی آپ کا قرآن علیحدہ، آپ کے حج علیحدہ ہیں۔ جس وقت یہ بات حضورؒ نے سنی تو حضورؒ نے مجھے نہ علی بن موفق کا حوالہ دیا نہ ’’تذکرۃ الاولیا‘‘ کی بات کی۔ مجھ سے بس اتنا فرمایا کہ وہ حوالہ دیں۔ کسی کتاب کا ذکر نہیں، کسی صوفی کا ذکر نہیں اور عجیب خدا کا تصرف یہ ہے کہ جلدی میں چلتے ہوئے ٹرنک میں سب سے اوپر مجھ سے وہی ’’تذکرۃ الاولیا‘‘ رکھا گیا۔ جس میں یہ حوالہ تھا اور اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے کہ باقی دو ٹرنک ذرا دور رکھے ہوئے تھے اور یہ ٹرنک بالکل میرے سامنے رکھا تھا۔ ایک لمحہ کے اندر اندر مَیں نے وہ ٹرنک کھولا تو وہ کتاب سامنے تھی اور جب میں نے اس کو کھولا تو وہ علی بن موفق کا واقعہ تھا۔ یہ کتنا حیرت انگیز تصرف ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی کو منصبِ خلافت عطا فرماتا ہے تو آسمان کے فرشتے اس کی طاقت بن کر اس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور پھر جو اس کے خادموں میں شامل ہو جاتا ہے تو جو کام خدا کے مامور کی طرف سے اس کے سپرد کیا جاتا ہے، عرش کے فرشتے اس کی تائید کرتے ہیں‘‘۔

ایک اہم بات جس کو مولانا صاحب نے بیان کیا کہ انہوں نے خود حضورؒ کی زبانِ مبارک سے سُنا اور ان کی یادداشت کے مطابق جس دن حضورؒ نے ایک تقریب میں ’’سرائے محبّت‘‘ کی چابیاں مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کو عطا فرمائیں تو اس دوران حضورؒ نے یہ ذکر فرمایا کہ ان ایّام میں جب کہ دنیا ہمیں صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتی تھی، میرے پیارے خدا نے مجھے پر دو الہام نازل فرمائے۔ جس دن قومی اسمبلی پر مشتمل خصوصی کمیٹی بننے کا اعلان ہوا نیز یہ کہ کارروائی خفیہ ہوگی۔ اس پر تشویش ہوئی اور ساری رات دعا کی کہ اے خدا! خفیہ اجلاس ہے۔ پتہ نہیں ہمارے خلاف کیا تدابیر ہوں گی؟ سورۃ فاتحہ پڑھی اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ بہت پڑھا۔ صبح خدا تعالیٰ نے بڑے پیارے دو الہامات کئے۔

ایک الہام تھا کہ ’’وسّع مکانك‘‘ یعنی اب آنے والے کثرت سے آئیں گے اس لیے ان کی گیدڑ بھبکیوں کی پروا نہ کرو بلکہ اپنے مکانوں، مہمان خانوں، مسجدوں کو وسیع کرو اور دوسرا الہام تھا کہ ’’اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَھۡزِءِیۡنَ‘‘ فرمایا استہزا کرنے والوں کی پروا نہ کرو۔ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ مَیں خود ان کے لیے کافی ہوں اور جو استہزاء کرنے والے ہیں۔

ایک اور منفرد الہام اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَھۡزِءِیۡنَ کی تشریح میں انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو ہوا، یہ تھا۔

فَدَمۡدَمَ عَلَیۡہِمۡ رَبُّہُمۡ بِذَنۡۢبِہِمۡ فَسَوّٰىہَا۔ وَلَا یَخَافُ عُقۡبٰہَا۔ (سورۃ الشمس:14۔15)

ترجمہ: تب ان کے رب نے ان پر پے در پے ضربیں لگائیں اور اس کو ہموار کر دیا جبکہ وہ اس کے انجام کی کوئی پروا نہیں کر رہا تھا۔

حضورؒ نے فرمایا کہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے بہت دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور تباہی سے بچا لے۔ حضورؒ فرماتے تھے کہ اس پر پھر یہ آیت الہام ہوئی۔ حضورؒ نے اللہ تعالیٰ سے زیادہ الحاح سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو تباہی سے بچا دے اور ہدایت دے تو اس پر تیسری دفعہ یہی آیات الہام ہوئیں۔

حضورؒ نے اس الہام سے بہت سے احباب کو مطلع فرمایا جن میں کرنل محمد حیات قیصرانی صاحب بھی شامل تھے۔

پھر کس طرح وہ الہام پورا ہوا، 1974ء سے آج تک کے حالات اس کی کھلی تفسیر ہیں۔

کارروائی کے دوران یا کارروائی کے بعد کئی دوستوں سے ہمارے بعض احمدیوں کو ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہی کے ذریعہ سے انہی دنوں یہ بات مولانا صاحب تک پہنچی کہ بعض ممبرز نے برملا اظہار کیا اور خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر اور آپ کے اندازِ گفتگو اور قرآن و حدیث سے مرصّع جوابات سننے کے بعد کہنے لگے کہ ہم تو اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اصل مسلمان آپ ہی ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم پیپلز پارٹی کے دستور اور ان کی پالیسی کے ماتحت ہیں۔

مکرم شفیق قیصر صاحب مرحوم (سابق نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ) نے حضرت مولانا صاحب کا ذکر کیا۔

22 جولائی 1974ء کو حضورؒ نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ اس روز تاثرات معلوم کرنے کے لیے وہ پارلیمنٹ لاجز گئے۔ وہاں پیپلز پارٹی کے ایک ممبر جو سوات یا قبائلی علاقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کہنے لگے کہ مَیں تو خدا تعالیٰ کا بھی منکر ہوں۔ پتہ نہیں کیا ختم نبوت کا چکر ان لوگوں نے چلا دیا ہے مگر آج مجھے امام جماعت احمدیہ کو دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ کوئی ہستی ضرور ہے جس نے ایسا نورانی چہرہ پیدا کیا ہے۔

محضر نامہ جب لکھا گیا تو حکم تھا اسمبلی کی طرف سے کہ آپ جس کتاب کا حوالہ دیں، وہ اصل بھی یہاں مہیا کریں۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی اصل کتب بھی فراہم کی جائیں۔ ہم انہیں دیکھیں گے۔ پھر کئی فوٹوسٹیٹس، قلمی نسخے اور فائلیں بھی تئیس بنڈلوں کی صورت میں دو ٹرنکوں میں قومی اسمبلی میں مکرم حضرت مولانا صاحب نے جمع کروائی تھیں۔ جب پیغام ملا کہ اب آپ کتب واپس لے جائیں تو اس وقت کی کیفیت مولانا کی زبانی پڑھیے۔

''جب ہم وہاں پر گئے تو ہم نے دیکھا کہ دونوں ٹرنک گرد و غبار سے اَٹے ہوئے ہیں۔ جب ہم نے کہا کہ یہ ٹرنک ہیں؟

ان کا تو حلیہ ہی بگڑ گیا ہے تو جو صاحب کتابوں کے دینے والے تھے اور جنہوں نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ یہ فارغ ہو گئی ہیں، آپ لے جائیں۔ تو وہ ذہین آدمی تھے۔ ہمارے اس سوال پر کہنے لگے۔ مولانا آپ کیا بات کرتے ہیں؟ یہ بڑے اونچے دماغ کے لوگ تھے۔ ان کو ضرورت ہی نہیں پڑی، نہ نوبت آئی ہے کہ ان کو دیکھ سکیں۔ اس واسطے جس طرح آپ رکھ گئے تھے، ویسے ہی حاضر ہیں۔ جالا بھی لگا ہوا ہے اور گرد و غبار سے بھی اَٹی ہوئی ہیں'' یعنی جو فیصلے تھے، وہ پہلے ہی ہو چکے تھے، ان دلائل کو دیکھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی گئی۔

7 ستمبر 1974ء کے فیصلہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مولانا صاحب کو فوری یاد فرمایا: آپ مضطرب حالت میں اپنے آقا کے حضورؒ پہنچے۔ حضورؒ کے سامنے میز پر ایک کتاب رکھی تھی جس کی طرف حضورؒ نے اشارہ کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ یہ درثمین فارسی ہے۔ تمہیں صرف اس غرض سے بلایا ہے کہ اس کے ایک صفحہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے جس شعر پر میں نے نشان لگایا ہے، اسے پڑھ کر سنا دو۔ آپ نے اپنے پیارے آقا کے حکم کی تعمیل میں وہ شعر سنایا جو یہ تھا۔

بحمداللہ کہ خود قطعِ تعلق کرد ایں قومے
خدا از رحمت و احساں میّسر کرد خلوت را

ترجمہ: خدا کا شکر ہے کہ اس قوم نے خود قطع تعلق کر دیا ہے اور خدا نے اپنی رحمت و احسان سے ہمیں خلوت میّسر کر دی ہے۔

فرمایا بس مَیں تمہیں اتنا بتانا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ میں اب ہمارے لیے دین کی خدمت کا زمانہ خدا تعالیٰ نے عطا کر دیا ہے۔

اس ملاقات کے جلد بعد ہی حضورؒ نے مولانا صاحب کو شرفِ باریابی بخشا اور مسکراتے ہوئے یہ بات بتائی کہ میں حال ہی میں ''صاحب'' سے ملاقات کر کے آیا ہوں۔ حضورؒ اکثر بھٹو صاحب کا کوئی ذکر فرماتے تو ''صاحب'' کا لفظ استعمال فرماتے تھے۔ ''صاحب'' نے پُرتپاک خیر مقدم کرتے ہوئے یقین دلانے کی کوشش کی کہ خدا کی قسم مَیں آپ کو دوسروں سے بہتر مسلمان سمجھتا ہوں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ مَیں آپ کے تاثر سے کیا جماعت کو اطلاع کر دوں؟ تو ''صاحب'' نے جواب دیا کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو مَیں فوراً بیان دے دوں گا کہ مَیں نے ہرگز یہ بات نہیں کی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے متعلق آپ نے اپنے تاثرات بایں الفاظ کئی مرتبہ بیان کیے۔

اسمبلی کے سلسلہ میں ابتداء سے لے کر آخر تک سب سے زیادہ جو سعادت ملی وہ سیّدی حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ بے تکلفی بھی بے انتہا تھی۔ ابتدا سے لے کر آخر تک ہر مرحلہ پر محضر نامہ کے لکھنے، پہنچانے، پھر سوالوں کے جواب لکھوانے میں بھی ساتھ رہا۔

ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ہمیں تو کچھ پتہ نہیں کہ سوالات کیا ہونے ہیں تو کچھ نہ کچھ خود ہی اندازہ کر کے، خدا سے دعا کر کے کچھ سوالوں کے جواب بناتے رہا کرو۔ پتہ نہیں کس وقت کس کی ضرورت ہو۔ لوگوں میں تو ملاؤں نے مشہور کیا تھا کہ جی پہلے کوئی بتا دیا کرتا ہے۔ بات

باقی صفحہ 44 پر

الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے

تقریر برموقع جلسہ سالانہ انگلستان 2022ء

مکرم فرید احمد نوید صاحب مربی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔ (سورۃ الصف:9)

قارئین! خاکسار کی گزارشات کا موضوع یہ عظیم الشان حقیقت ہے کہ: ''الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے''۔

تاریخ مذاہب ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی مامور کو دنیا میں بھیجا جاتا ہے انسانیت ابتدائی طور پر دو اور بعد ازاں تین گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک گروہ کے افراد سچائی کو تسلیم کر کے احسن تقویم بن جاتے ہیں تو دوسری جانب مکذبین اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ میں گرا دیئے جاتے ہیں۔ آدمؑ کے مقابلے پر ابلیس سر اٹھاتا ہے، ابراہیمؑ کو مٹانے کے لئے نمرود آگ بھڑکاتا ہے، اور موسیٰؑ کے مقابل پر فرعون پوری طاقت کے ساتھ نکل کر سامنے آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو ابولہب اور ابوجہل جیسے بہت سے کردار حق کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں اور پوری کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اپنے منہ کی پھونکوں سے اس آسمانی نور کو مٹا دیں۔ لیکن ایسے لوگ ہمیشہ ناکام و نامراد کر دیئے جاتے ہیں اور ان کے منصوبے پارہ پارہ کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں بھی وہی لوگ غالب آئے جنہوں نے اپنے سر اطاعت کے لئے جھکا دیئے اور اپنے ہاتھ غلامی کی بیعت کے لئے آگے بڑھا دیئے۔ پس ان سروں پر تاج رکھے گئے اور ان ہاتھوں میں بادشاہوں کے کنگن دے دیئے گئے اور انہیں زمین کا وارث بنا دیا گیا۔ لیکن ان ترقیات کے ساتھ ہی ایک تیسرا گروہ بھی پیدا ہو جاتا ہے جو منافقت اور مداہنت بھری باتوں کے ذریعہ الٰہی جماعتوں کو نقصان پہنچانے کے لئے سرگرم ہو جاتا ہے۔ عبداللہ بن ابی نے بھی یہی کام کیا تھا، عبداللہ بن سبا نے بھی ایسی ہی تحریکات چلائی تھیں لیکن انجام کار فتح مومنوں کا ہی مقدر بنی۔ حیرت ہوتی ہے کہ آج کے مکذبین اور فتنہ پرداز یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی مداہنت بھری باتوں سے کسی مؤمن کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ جب اس طرح کے بدقسمت لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر، ذات پر، الہامات پر اور نظامِ جماعت پر بعض اعتراض اٹھا کر ہنسی، ٹھٹھا اور استہزاء کرتے ہیں تو وہ یہ بھول جاتے ہیں اس قسم کے تمام الزام، اعتراض، تہمتیں اور بہتان سابقہ انبیاء اور ان کی جماعتوں پر بھی لگائے جا چکے ہیں اور قرآن نے ہماری ہدایت کے لئے انہیں محفوظ بھی فرما دیا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ:

اگر انسان کے اپنے دل میں نور نہ ہو تو اسے تو قرآن بھی ہدایت نہیں دے سکتا کیونکہ وہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے۔

اگر کسی آنکھ میں نفرت کا سمندر موجزن ہو تو اسے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور بھی نظر نہیں آتا حالانکہ آپ سراج منیر یعنی روشن سورج ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس مخالفت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کہ کسی نے ٹھگ کہہ دیا، کسی نے دکاندار اور کافر اور بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں، مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں۔

(الحکم جلد 5، مورخہ 24 جنوری 1901ء)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت سے چند سال پہلے جب ابرہہ خانہ کعبہ کو گرانے کے ارادہ سے مکہ پہنچا تو اس کے دستوں نے مکہ کے نواح سے بعض اونٹ اپنی تحویل میں لے لئے جو حضرت عبدالمطلب کی ملکیت تھے۔ عبدالمطلب اس کے لشکر میں گئے اور اس سے کہا کہ آپ کے سپاہی میرے اونٹ پکڑ کر لے آئے ہیں، انہیں میرے حوالے کر دیا جائے۔ ابرہہ نے غصہ سے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تمہیں اپنے اونٹوں کی تو فکر ہے لیکن میں جو تمہارا مذہبی مرکز مٹانے آیا ہوں اس کی تمہیں کوئی بھی پروا نہیں ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے بڑی جرأت سے جواب میں فرمایا کہ میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے ان کی فکر ہے اور میں آپ کو یہی بتانا چاہتا تھا کہ اس گھر یعنی خانہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے اور وہ مالک اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ اور پھر تاریخ انسانی میں ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی کی داستان عبرت ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دی گئی۔ جبکہ خانہ کعبہ اپنی پوری شان کے ساتھ آج بھی نہ صرف قائم ہے بلکہ ہر دور میں اس کی ترقیات میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الفیل میں اس طاقتور لشکر کی تباہی کا واقعہ چند فقروں میں سمیٹ کر اللہ تعالیٰ کی جانب

سے یہ پیغام دے دیا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرلے اس کی خاطر وہ ایک غیرت رکھتا ہے اور ایک طاقتور بادشاہ کی طرح خود اس کی حفاظت فرماتا ہے، پھر خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ایک گھر ہی کیوں نہ ہو۔ بالکل اسی طرح وہ جماعتیں جو اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب ہو کر الٰہی جماعتیں بن جاتی ہیں، ان کی مخالفت پر بھی اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کی ہر ایک تدبیر کو ناکام کرکے دکھاتا ہے اور اس سنت اللہ میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی کہ:

اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ

یقیناً اللہ ہی کا گروہ غالب آنے والا ہے۔

پس یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک جماعت جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ ہو، وہ مخالفت کی آندھیوں سے ڈر جائے۔ وہ دشمن کے مظالم سے گھبرا جائے۔ وہ سرکش اور شیطان لوگوں کی سرکشی کے سبب دل ہار دے۔ وہ بھوک، پیاس اور خوف کی وجہ سے اپنے بڑھتے قدم روک لے۔ اور اپنی جان و مال کی آزمائش کے وقت پیچھے ہٹ جائے۔ کیونکہ یہی تو وہ امتحانات ہیں جن سے گزرتے ہوئے الٰہی جماعتیں اپنی ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس مخالفت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر آنحضرت ﷺ کی بعثت کے دن ہی سارا مکّہ آمنّا و صدقنا کہہ کر ساتھ ہو لیتا تو پھر قرآن شریف کا نزول اسی دن بند ہو جاتا اور وہ اتنی بڑی کتاب نہ ہوتی۔ جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 226)

اگر ہم اسلام کے دورِ اوّل کو دیکھیں تو آج کے معاملات کا منطقی انجام بھی بڑی وضاحت سے نظر آجاتا ہے۔ مسلمانوں کے دین کا نام بگاڑا گیا اور کہا گیا کہ تم مسلمان نہیں بلکہ صابی ہو۔ حضرت ابو بکرؓ نے دینِ حق قبول کرنے کا اعلان کیا تو کفار نے آپ کو اس قدر مارا کہ لوگوں کے لئے آپ کا چہرہ پہچاننا مشکل ہو گیا۔

حضرت خبابؓ جو ایک غریب لوہار تھے، انہیں لوہے کی گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا۔ حضرت بلالؓ جو ایک کمزور غلام تھے انہیں تپتی ریت اور جلتے پتھروں پر گھسیٹا گیا لیکن ان کی زبان سے نکلنے والی اَحد اَحد کی صدائیں نہ روکی جاسکیں۔ عروہ بن مسعود نے اپنی قوم میں جاکر اذان دی تو ظالم قوم کا غیظ و غضب بھڑک اٹھا۔ اور نماز سے پہلے ہی ایک بدبخت نے تیر مار مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ صحابہؓ کو ان کے اموال اور جائیدادوں سے محروم کردیا گیا۔ ان کے بیوی بچے چھین لئے گئے خود رسول اللہؐ کے پاک وجود کو بھی مکہ کی گلیوں میں، صحنِ کعبہ میں اور شعب ابی طالب میں ایسی ہی آزمائشوں میں ڈالا گیا۔ آپ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے، جنگیں مسلط کی گئیں لیکن کوئی ایک ابتلا بھی ان پاک وجودوں کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کرسکا۔ اور پھر وہ دن بھی آئے کہ ان مخالفتوں کے طوفانوں کو چیرتے ہوئے مسلمان نہ صرف مکہ کے وارث بن گئے بلکہ پورا عرب ان کے ماتحت آگیا۔ قیصر و کسریٰ کی بڑی بڑی بادشاہتیں ان کے قدموں میں ڈھیر کردی گئیں۔ وہ مالک الملک کے غلام ملکوں کے مالک بنا دیئے گئے۔ وہ گلیوں میں ظالم دشمنوں کے ہاتھوں بے دردی سے ماریں کھانے والے امان کے جھنڈوں کی علامت بن گئے۔ اور ہر ظلم کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ انہیں ترقیات کی منزلوں کی جانب بڑھاتا چلا گیا۔ مکہ سے اٹھنے والی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدا دنیا بھر میں پھیل گئی۔ جس اذان کی خاطر عروہ بن مسعود نے اپنی جان دی تھی وہ دنیا کے کونے کونے میں گونجنے لگی۔ وہ نماز جس کے دوران رسول اللہؐ کے پاک وجود پر آلائشیں ڈال دی جاتی تھیں بستی بستی ادا کی جانے لگی۔ وہ قرآن جس کی تلاوت کی پاداش میں مکہ میں مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا گیا تھا گھر گھر پہنچ گیا۔ اسلام صرف اسلام کہلانے لگا اور کوئی کسی مسلمان کو صابی کہہ کر نہیں پکار سکتا تھا۔

قارئین! پھر وقت بدلا، ایمان ثریا پر جا پہنچا اور یہیں سے مسلمانوں کے زوال کا دَور شروع ہو گیا کیونکہ وہ جو الٰہی جماعت ہونے کے سبب دنیا بھر پر غالب آگئے تھے، خدا تعالیٰ کا ہاتھ پشت سے اٹھتے ہی دنیا میں بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے۔ حوادث کی آندھیوں نے انہیں خَس و خاشاک کی مانند اڑا کر رکھ دیا اور ان کی سب شان و شوکت ماضی کی داستانوں میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسول ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اپنے مسیح اور مہدی کو بھیجا تاکہ پھر سے ایک الٰہی جماعت قائم کی جاسکے اور اسلام کو دوبارہ عزت، طاقت اور غلبہ عطا کیا جائے پس آپ نے بڑے زور سے یہ اعلان فرمایا:

مَیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ قرآن اور حدیث کے مطابق اور اس الہام کے مطابق کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے کہا۔ جو آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 492)

چنانچہ اس آسمانی صدا پر لبیک کہتے ہوئے جب 1889ء میں 40 افراد نے اللہ تعالیٰ کے مامور کے ہاتھ پر اسلام کی ترقیات کے لئے عہدِ بیعت باندھا تو پادریوں، پنڈتوں اور علماء کی طرف سے مخالفت کا شدید طوفان شروع ہو گیا آپ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے گئے اور لوگ آپ کی جان کے دَرپے ہو گئے۔ نبیوں کی مخالفت کی ہمیشہ سے جاری سنت دہرائی جانے لگی۔ آپ لدھیانہ تشریف لے گئے تو ایک مولوی نے بڑے جوش سے یہ تقریر کی کہ جو شخص آپ کو قتل کرے گا وہ سیدھا جنّت میں جائے گا۔ ایک دیہاتی نے جب جنّت میں جانے کا یہ آسان ترین نسخہ سنا تو آپ کی قیام گاہ تک پہنچ گیا تاکہ آپ کی جان لے کر جنّت میں جاسکے۔ حضور وہاں خطاب فرما رہے تھے۔ یہ شخص موقعہ کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا لیکن جیسے جیسے آپ کے الفاظ اس کے کانوں میں پڑتے چلے گئے اس کے دل کا زنگ ڈھل کر صاف ہوتا چلا گیا اور وہ جو آپ کو قتل کرنے نکلا تھا خود سچ کی تلوار سے گھائل ہو گیا اور جونہی آپ کی گفتگو ختم ہوئی اس نے آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ کو تھام لیا اور بیعت کرلی۔ آج بھی سوشل میڈیا کے بعض شعبدہ باز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ بھی کہتے ہوئے نظر

آتے ہیں کہ اگر کوئی آپ کی کتابوں کو مکمل پڑھ لے تو خود بخود احمدیّت چھوڑ دے گا۔ کیا ان جھوٹ بولنے والوں کو یہ خبر نہیں کہ تاریخ احمدیّت اس قسم کے واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ آپؑ یا آپؑ کے خلفاء کی تحریروں اور تقریروں کے سبب ہزاروں لاکھوں لوگ احمدیّت کی آغوش میں آئے ہیں۔ وہ احمدی جو حضورؑ کی زندگی میں آپ کی غلامی میں شامل ہوئے تھے وہ اسی روحانی مائدہ کا ہی توفیض تھا اور آج تک یہی تعلیم ہے جو لوگوں کو حقیقی اسلام سے متعارف کروا رہی ہے۔ اے معاندین احمدیّت! اگر بفرض محال یہ بات واقعی سچ ہے تو کیوں جماعت احمدیہ کی کتابوں پر پابندی لگائی جاتی ہے؟ کیوں مختلف ملکوں میں ایم ٹی اے کی نشریات کو روکا جاتا ہے؟ کیوں جماعتی ویب سائٹس کو بند کیا جاتا ہے؟ صرف اس لئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہ وہ آسمانی نور ہے جو اگر قبولیت کے کسی لمحے میں ایک متقی دل پر نازل ہوجائے تو اس کی کیفیت ہی بدل دیا کرتا ہے۔

یہ محض کوئی جذباتی نعرہ نہیں ہے بلکہ آج دنیا کے 213 ممالک کے کروڑوں لوگ جن تک سچ کا یہ پیغام پہنچ چکا ہے وہ آپ اور آپؑ کی نیابت میں قائم شدہ خلافتِ احمدیہ کے ایک اشارے پر ہر قربانی کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔ مخالفین جو دلائل کے میدان میں عاجز آچکے ہیں لدھیانہ کے مولوی کی طرح جنّت کے جھوٹے پروانے تقسیم کرتے ہوئے لوگوں کو احمدیوں کے قتل پر اُکساتے ہیں اور اب تک سینکڑوں احمدی اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے کے جرم میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں۔ اگر دلائل موجود ہیں تو کیوں معصوم احمدیوں کی جانیں لی جاتی ہیں؟ کیوں انہیں جھوٹے مقدمات بنا کر قید کیا جاتا ہے؟ کیوں ان کے لئے الگ سے قانون سازیاں کی جاتی ہیں؟ ایک صدی گواہ ہے کہ احمدیوں کو شہادتوں کے میدان میں آزما کر دیکھا گیا۔ گلیوں اور بازاروں میں، یہاں تک کہ مسجدوں میں احمدی خون یہ سوچ کر بہا دیا گیا کہ شاید اس طرح سے اس آسمانی سلسلہ کو شکست دی جاسکے گی۔ لیکن ایک دن میں لاہور کی مساجد میں ہونے والی 86 شہادتیں بھی جماعت کی ترقی کے اس سفر کو روک نہیں سکیں بلکہ خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے آج 70 ہزار سے زائد وقفِ نو بچے، سینکڑوں ہزاروں مبلغین اور لاکھوں کروڑوں احمدی قدم آگے سے آگے بڑھانے کے لئے تیار کھڑے نظر آتے ہیں۔ پس کس میں ہمت ہے کہ سچائی کے اس قافلے کو روک سکے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مسیح محمدی کے یہ غلام اپنے ایمانوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت ہر طرح قربانی کر کے کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اتنے عرصے کی بندش اور مستقل اذیت کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ لیکن صبر و استقامت کے یہ پیکر مرد، عورت، بوڑھے، بچے یہ قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ کی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ تین سو سال سے زائد عرصہ تک رہنے والی قربانیاں نہیں ہیں۔ یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ ہمیں کامیابیوں اور فتوحات کے قریب تر لے جاتی چلی جا رہی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2010ء)

سامعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کو قید کرنے کے لئے قادیان میں مخالفین احمدیّت نے آپ کے گھر کے سامنے راستے میں ایک دیوار کھینچ دی اور یہ خیال کیا کہ شاید وہ اس طرح سے احمدیّت کے پیغام کو ایک گاؤں کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے مطابق نہ صرف وہ دیوار گرائی گئی بلکہ احمدیّت کی ترقی کی راہ میں حائل ہونے والی ہر دیوار کو اللہ تعالیٰ نے پاش پاش کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے احمدیّت کے پیغام کو نہ صرف زمین کے کناروں تک پہنچا دیا بلکہ فضاؤں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے لئے مسخر کر دیا۔ ایم ٹی اے کے چینلز، جماعت کی بے شمار ویب سائٹس، اخبارات و رسائل اور کتابیں۔ ملکوں ملک پھیلے ہوئے احمدیہ مشن ہاؤسز اور مساجد برصغیر پاک و ہند کی ملکی حدود کی دیواروں سے بہت آگے نکل چکے ہیں اور سعید روحیں ان کے ذریعے عافیت کے حصار میں داخل ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی''۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قتل کی کوششوں کے ساتھ ساتھ آپ کو گرفتار کروانے کے منصوبے بھی بنائے گئے آپؑ پر اقدام قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ دائر کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے اس معاملے کی تحقیق کے بعد جب آپ کو باعزت بری قرار دے دیا تو یہ اختیار بھی دیا کہ اگر آپؑ چاہیں تو عیسائی پادری کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں کسی پر مقدمہ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا اور خدا نے خود فیصلے کرنا شروع کئے تو آپ کے دشمن اور مخالفین ایک ایک کر کے ہلاکت کے گڑھوں میں گرتے چلے گئے۔

برصغیر کی تقسیم کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ربوہ جیسا عظیم الشان مرکز عطا کر دیا۔ لیکن پھر جب ایک حاکم وقت نے اس مرکز احمدیّت کو مٹانے کے ارادے باندھے تو اللہ تعالیٰ نے برطانیہ میں اسلام آباد جیسا عظیم الشان مقام عطا کر کے سورج مغرب سے طلوع ہونے کی پیشگوئی بھی پوری کر دی اور دنیا کو یہ پیغام بھی بڑی وضاحت کے ساتھ دے دیا کہ جماعت احمدیہ کا حقیقی مرکز خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور نظامِ خلافت ہی وہ مرکز ہے جو اپنے سب متبعین کو متحد رکھتا ہے اور دنیا بھر میں باوجود ہزار کوششوں کے یہ نعمت کسی اور فرقے یا گروہ یا جماعت کا مقدر نہیں بن سکی کیونکہ یہ نعمت صرف اللہ تعالیٰ عطا کر سکتا ہے۔

مجلسِ احرار نے 1934ء کے فسادات کے دوران خوف کی فضا پیدا کرنے کے لئے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے دعوے کئے تھے جس کے جواب میں امام جماعت احمدیہ نے فرمایا تھا کہ میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ ہر قسم کے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تم سارے مل جاؤ اور دن اور رات منصوبے کرو۔ اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو، اور اپنی ساری طاقتیں جمع کرکے احمدیّت کو مٹانے کے لئے تل جاؤ پھر بھی یاد رکھو کہ تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے، تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا نے جس راستے پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے''۔ (تاریخ احمدیّت 6، صفحہ 497)

1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف نہ صرف ملکی بلکہ طاقتور سربراہوں پر مشتمل عالمی جتھے اکٹھے کر لئے گئے۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ عوام کو بھڑکایا گیا۔ جانیں لی گئیں، اموال لوٹے گئے، تحریکات چلائی گئیں اور یہ خیال کیا گیا کہ بس اب احمدیّت کو کچل کر رکھ دیا جائے گا۔ عین اس وقت اس الٰہی جماعت کا محافظ خدا یہ ارشاد فرما رہا تھا کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ۔ اے احمدیو! اُٹھو اور اپنے مکانوں کو وسیع تر کرنے کی تیاریاں کرو کیونکہ یہ مصائب اور مخالفت کی آندھیاں تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں پس جاؤ اور اپنی آئندہ آنے والی ترقیات کی تیاری کرو۔ اگر تاریخ کے ایوانوں میں جھانک کر ان طاقتور حکمرانوں کے ناموں کی فہرست نکالی جائے۔ ان کی تصاویر کو ایک مرتبہ پھر ذرا غور سے دیکھا جائے اور ان میں سے ایک ایک کے انجام کے بارہ میں تحقیق کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ان صاحب جبروت بادشاہوں اور سربراہوں کو عبرت کے نشان بنا دیا۔ اگر ہم پلٹ کر دیکھیں تو ہمیں تاریخ میں تختہ دار پر جھولتے ہوئے مالکان اقتدار نظر آتے ہیں، گلیوں اور بازاروں میں اپنے عوام کے ہاتھوں مار کھاتے ہوئے لہولہو چہرے دکھائی دیتے ہیں اور جب ہم ان چہروں کو پہچان کر دوسری جانب دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اسی مختصر سے عرصہ کے دوران ایک کمزور جماعت کی ترقیات کی راہوں کو عظیم شاہراہیں بنا دیا ہے۔

1984ء کے ابتلاؤں کے دوران بہت سے احمدیوں کو صحابہ کے نمونوں کے مطابق تکلیفوں سے بھی گزرنا پڑا۔ اس دور میں احمدیّت کو کینسر قرار دے کر مٹانے کے دعوے کئے گئے۔ لیکن کون زندہ رہا اور کسے اللہ تعالیٰ نے ریزہ ریزہ کرکے ہواؤں کی نذر کر دیا۔ اور مؤرخ نے دیکھا کہ ایک جلتے ہوئے طیارے کے ساتھ وہ تمام ارمان اور حسرتیں بھی جل کر راکھ اور خاک کا ڈھیر بن گئیں جو ایک الٰہی جماعت کو مٹانے کے لئے محو پرواز تھیں۔

لیکن ان سب نشانات کے باوجود بھی یہ مخالفت جاری رہی اور پھر مئی 1999ء کے وہ دردناک ایام بھی آئے جب ظلم کی انتہا کرتے ہوئے ہمارے موجودہ امام کو جو اس وقت ناظرِ اعلیٰ تھے ایک جھوٹا مقدمہ قائم کرکے قید میں ڈال دیا گیا۔ جماعت کے لئے یہ بہت تکلیف دہ وقت تھا لیکن وہ اسیر راہ مولا اپنی اس قید کے حالات یوں بیان کرتے ہیں جنہیں سن کر رشک آجاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میں تمہیں کیا بتاؤں؟ مجھے احساس تک نہیں ہوا کہ خدا کی راہ میں اسیری کے میرے یہ دن کتنی جلدی گزر گئے۔

باقی صفحہ 30 پر

اے شہرِ خرد والو! ماضی پہ نظر ڈالو

بے باکی و بے ادبی — ہر دَور کی بولہبی
عربی ہو کہ ہو عجمی — کس کام کی بوالحکمی
اے شہر خرد والو! — ماضی پہ نظر ڈالو
اقوامِ گزشتہ کی — تاریخ کبھی دیکھی؟
اب نام و نشاں اُن کا — دنیا میں نہیں ملتا
کیا زعم تھا کثرت کا — یا طنز 'اَرَاذِلُنَا'
یا 'اَوْ لَتَعُوْدُنَّ — فِی مِلَّتِنَا' کیا تھا
کب حق سے نہ ٹکرائی — رسم و رہِ آبائی
کب عاد و ثمود اُٹھے — ہیں شہر کہاں اُن کے
کیوں بہر پذیرائی — تقدیر سدوم آئی
کس نے یہ کیا دعویٰ — انا ربکم الاعلےٰ
مقتل میں مسیحا بھی — کیوں لایا صلیب اپنی
کس آگ کو حکم آیا — 'بَرْداً و سلٰماً' کا
ایمان رہا غالب — یا شعب ابی طالب
دانش ورو داناؤ! — کچھ غور تو فرماؤ؟
یہ دشتِ جنوں میرا — کیوں تم نے اسے گھیرا
کیوں دار و رسن لائے — کیوں خِشت بدست آئے

(جناب عبدالمنان ناہید)

(الم نگار)

ربوہ میں خادم رضوی کے نام کا نعرہ نہ لگانے پر قتل

گیارہ اگست کو پوری قوم نے قائد اعظم کی اس تقریر کی یاد میں دن منایا جس میں آپ نے فرمایا تھا آپ آزاد ہیں۔ آپ اپنے گرجوں مندروں، مساجد یا جو بھی آپ کی عبادت کی جگہ ہے وہاں جانے کے لئے آزاد ہیں۔ آپ کا عقیدہ یا مسلک کیا ہے حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ لکھنے والوں نے اس تقریر پر کالم لکھے۔ جنہیں میڈیا پر بولنے کی آزادی ہے انہوں نے اس تقریر کے مندرجات کے بارے میں اچھی اچھی باتیں کہیں۔ سیاستدانوں نے بیانات دے کر اپنے عزم کا اعلان کیا کہ ہم قائد کے ارشادات کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔

دو دن رہ گئے ہیں۔ دو روز بعد پوری قوم نے یوم آزادی منانا ہے۔ وطن عزیز کی آزادی کو 75 سال ہو رہے ہیں۔ 12 اگست کی صبح کو ربوہ کے ایک 62 سال کے شہری نصیر احمد صاحب ربوہ کے بس اڈے پر کھڑے تھے۔ اسی اڈے کے قریب قبرستان بھی ہے۔ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ وہ جلد اپنے فوت شدہ عزیزوں سے ملنے والے ہیں۔ اس پر مدرسہ کا ایک فارغ التحصیل شخص حافظ شہزاد حسن سیالوی ان کے سامنے آیا اور مطالبہ کیا کہ لبیک یا رسول اللہ اور تحریک لبیک کے بانی خادم حسین رضوی صاحب کے حق میں نعرے لگاؤ۔ یقینی طور پر انہوں نے بے یقینی کے عالم میں اس شخص کو دیکھا ہو گا اور یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں گے کہ یہ کون ہے اور کیا مطالبہ کر رہا ہے؟ بیشتر اس کے کہ نصیر احمد صاحب کچھ کہہ پاتے اس شخص نے چاقو سے پے در پے وار کر کے نصیر احمد صاحب کو شہید کر دیا۔ یہ بہیمانہ قتل کرتے ہوئے یہ شخص نعرے مار رہا تھا مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْہ یعنی جو نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کر دو۔

اس شخص اور نصیر احمد صاحب کی کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔

کس نے یہ توہین کی؟ کب کی؟ کس نے فرد جرم عائد کی کہ خدانخواستہ ایسی کوئی توہین کی گئی ہے؟ کس نے فیصلہ کیا کہ ایسا کوئی فعل سرزد ہوا ہے۔ ان تفصیلات میں جانے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ بس ایک الزام لگایا اور موقع پر قتل کر دیا۔ نصیر احمد صاحب کی بیوہ اور ان کی تین بیٹیوں کے ان سوالات کا جواب کون دے گا؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ان کے شوہر اور ان کے باپ کو کس پاداش میں دن دیہاڑے قتل کیا گیا۔ اس حرکت کا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ توہین مذہب کا الزام لگا کر ملک میں فسادات کا ماحول پیدا کیا جائے۔ اور اس وقت جب کہ پاکستان ایک شدید ترین بحران سے گزر رہا ہے صرف ملک کے دشمن ہی یہ خواہش کر سکتے ہیں کہ پاکستان میں فسادات شروع ہو جائیں۔

یہ کوئی انفرادی واقعہ نہیں ہے جس میں ایک احمدی کو مذہبی اختلاف کی وجہ سے قتل کیا گیا ہو۔ ملک میں ایسا ماحول پیدا کیا گیا ہے کہ اس بات کو ایک معمول سمجھ لیا گیا ہے کہ جس سے کوئی اختلاف ہو یا کوئی حساب برابر کرنا ہو اس پر توہین مذہب کا الزام لگا کر ایف آئی آر درج کرا دو یا اس سے بھی بڑھ کر خود مدعی پولیس وکیل اور عدالت کا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس پر حملہ کر دو اور یہ عذر پیش کر دو کہ میرے نزدیک یہ توہین مذہب کا مرتکب ہوا تھا۔ پولیس کے بھی ہاتھ پاؤں پھول جائیں گے۔ کوئی وکیل مقدمہ لڑنے کو تیار نہیں ہو گا۔ کبھی کوئی جج سماعت سے معذرت کرے گا یا ایک کے بعد دوسری تاریخ دیتا جائے گا۔

مکرم نصیر احمد صاحب شہید

کیا یہ رجحان بڑھ رہا ہے یا اس میں کمی آ رہی ہے؟ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے 2021ء کے بارے میں جو رپورٹ جاری کی ہے، اس کے مطابق یہ رجحان بڑھ رہا ہے۔ اور سب صوبوں کی نسبت پنجاب میں سب سے زیادہ توہین مذہب کے مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں۔ گذشتہ سال کے دوران پنجاب میں قائم ہونے والے ایسے مقدمات کی تعداد 426 تھی۔ سندھ میں یہ تعداد 113، خیبر پختونخواہ میں 33، بلوچستان میں 5، اسلام آباد میں 8 تھی۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ اس قسم کے مقدمات سب سے زیادہ پنجاب میں قائم کئے جا رہے ہیں۔ اور بدقسمتی سے نصیر احمد صاحب کا قتل بھی صوبہ پنجاب میں ہوا ہے۔

یہ سلسلہ صرف ایف آئی آر کٹوانے تک محدود نہیں ہے۔ اس قسم کے الزامات لگانے والے اپنے آپ کو ہر قسم کے قانون سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ گذشتہ سال چارسدہ میں ایک شخص پر قرآنِ مجید کے اوراق جلانے کا الزام تھا چنانچہ اسے گرفتار کر لیا گیا۔ مشتعل ہجوم نے پولیس سٹیشن کا محاصرہ کر کے مطالبہ کیا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کرو۔ جب انکار کیا گیا تو اس ہجوم نے پولیس سٹیشن کو آگ لگا دی۔ اور محض 8 سال کے ہندو بچے پر بھی اس قسم کا الزام لگا کر پرچہ کٹوایا گیا۔ اس پس منظر میں مناسب ہو گا اگر کم از کم صوبہ پنجاب کے نومنتخب وزیر اعلیٰ اس مسئلہ کے بارے میں اپنی حکومت کا موقف بیان کریں کہ پنجاب حکومت اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گی۔ (اللہ اللہ! محترم الم نگار بتوں سے کلام کی توقع باندھتے ہیں۔ بھائی، پنجاب کا موجودہ عدالتی وزیر اعلیٰ مذہبی ناخواندگی اور غیر رواداری کا نمونہ ہے۔ و۔مسعود)

اگر صاحبان اقتدار کا خیال ہے کہ یہ سلسلہ صرف احمدیوں تک محدود رہے گا یا یہ کہ صرف کچھ مسیحی احباب اس قسم کے الزامات کا نشانہ بنیں گے تو بہتر ہو گا کہ اس غلط فہمی کو ترک کر دیا جائے۔ گذشتہ سال جن شہریوں پر

اس قسم کے مقدمات قائم کئے گئے ان میں سے پچاس فیصد سے زائد سُنیوں کے مختلف مسالک یا شیعہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اگر سختی سے اس قسم کے واقعات کی روک تھام نہ کی گئی تو کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں رہے گا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ قاتل نے پہلے مقتول سے مطالبہ کیا کہ خادم حسین رضوی صاحب کے حق میں نعرہ لگاؤ اور پھر چاقو کے وار شروع کر دیئے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قاتل کی ہمدردیاں تحریک لبیک کے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ خادم حسین رضوی صاحب اپنی تقاریر میں بار بار ذکر کرتے رہے تھے تحریک لبیک پر نظریاتی طور پر سب سے زیادہ اثر احمد رضا خان صاحب بریلوی کا ہے۔ اور کوئی بھی انٹرنیٹ پر جا کر دیکھ سکتا ہے کہ احمد رضا خان بریلوی صاحب نے اپنی کتب حسام الحرمین اور ردّ الرفضہ میں دیوبندی وہابی اور شیعہ احباب پر بالکل ویسے ہی فتوے لگائے گئے ہیں جیسا کہ احمدیوں پر لگائے گئے تھے۔ ان حقائق کی موجودگی میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ یہ سلسلہ صرف احمدیوں تک محدود رہے گا اور وطن عزیز کی تاریخ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ ایسے سلسلے کبھی کسی ایک مسلک تک محدود نہیں رہتے۔ آخر کار یہ آگ سارے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

آج سے کئی دہائیاں قبل ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے ایک کتاب ''اقبال اور ملا'' تحریر فرمائی تھی۔ اس کے ایک اقتباس پر یہ کالم ختم کرتا ہوں۔

''پاکستان کی ایک یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے مجھ سے حال ہی میں بیان کیا کہ ایک ملائے اعظم اور عالم مقتدر سے جو کچھ عرصہ ہوا بہت تذبذب اور سوچ بچار کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آ گئے ہیں۔ میں نے ایک اسلامی فرقہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے فتویٰ دیا ان میں جو غالی ہیں وہ واجب القتل ہیں اور جو غالی نہیں ہیں وہ واجب التعزیر ہیں۔ ایک فرقہ کے متعلق پوچھا جس میں کروڑ پتی تاجر بہت ہیں۔ فرمایا وہ سب واجب القتل ہیں۔ تو وہ بھی واجب القتل مگر اس وقت علی الاعلان کہنے کی بات نہیں۔ موقع آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ انہیں میں سے ایک دوسرے سر براہ عالم دین نے فرمایا کہ ابھی تو ہم نے جہاد فی سبیل اللہ ایک فرقے کے خلاف شروع کیا ہے۔ اس میں کامیابی کے بعد ان شاء اللہ دوسروں کی خبر لی جائے گی''۔

پوری قوم کو یوم آزادی مبارک ہو۔ رہا نصیر احمد صاحب کا خون تو فیضؔ نے کیا خوب کہا تھا

پکارتا رہا بے آسرا یتیم لہو
کسی کو بہر سماعت نہ وقت تھا نہ دماغ
نہ مدعی نہ شہادت حساب پاک ہوا
یہ خون خاک نشیناں تھا رزق خاک ہوا

بقیہ: الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے از صفحہ 28

میں صرف اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ یہ موسم گرما کے ایام تھے اور اللہ تعالیٰ گرمی کو ٹھنڈی ہوا میں بدل دیا کرتا تھا۔ ہم جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہے لیکن میرے دل میں کسی قسم کی پریشانی اور ذہنی دباؤ نہیں تھا۔ مَیں جانتا تھا کہ میرے خلاف لگائے گئے [جھوٹے] الزامات کی سزا یا تو عمر قید ہوسکتی ہے یا سزائے موت اور مجھے ان دونوں میں کوئی ایک سزا ملنے کا امکان تھا چنانچہ مَیں نے فیصلہ کیا کہ صرف اللہ ہی ہے جس سے میں مدد مانگوں گا اور اسی کی رضا حاصل کروں گا۔ میں نے سوچا کہ اگر مجھے جماعت کی وجہ سے سزا دی جائے گی تو یہ واقعی بہت بڑی نعمت ہوگی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی فیصلہ کیا تھا۔

(virtual mulaqat of the missionaries of Bangladesh with Huzooraa on 8 November 2020)

یہ تھے وہ بابرکت اسیر جنہیں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس قید سے نکالا، بلکہ کروڑوں دلوں کی سلطنت کا بادشاہ بھی بنا دیا۔ اور آج آپ جس جانب بھی جاتے ہیں یہ عزت اور تکریم آپ کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ پھر چاہے وہ ملکوں کے ائیر پورٹ ہوں یا راستے۔ دیوانِ عام ہوں یا دیوانِ خاص۔ کیپیٹل ہل ہو یا یورپین پارلیمنٹ۔ ملکوں کے سربراہوں سے ملاقاتیں ہوں یا مذہبی راہنماؤں سے۔ ہر ایک جانب، ہر ایک راستے پر آپ کے ادب اور احترام کے لئے غیر معمولی اہتمام کیا جاتا ہے۔ پس اپنے امام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ دشمن اگر ہمیں قید کر بھی دے۔ اگر وہ ہمارے اموال اور جائیدادوں کو چھین بھی لے۔ اگر وہ ہمیں ملکوں سے ہجرت پر مجبور بھی کردے۔ اگر وہ ہمارے خون بہا بھی لے تب بھی ہم حضرت خبیبؓ کی طرح کے نمونے ہی دکھائیں گے اور وہی شعر پڑھتے ہوئے مقتل کی طرف جائیں گے جو انہوں نے اپنی شہادت سے پہلے پڑھے تھے کہ:

لَسْتُ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِماً
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

کہ اے دشمنو! مَیں تو اس بات کی بھی پروا نہیں کرتا کہ جب میں قتل ہو کر زمین پر گروں گا تو کس پہلو پر گروں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم میری یہ موت اس معبود کی خاطر ہے جو اگر چاہے تو میرے ریزہ ریزہ بدن کو بھی برکتوں سے بھر سکتا ہے۔

پس اے معاندین احمدیّت! یاد رکھو اور کان کھول کر سن لو کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے جس کی پشت پر اس کی حفاظت کے لئے ایک طاقتور خدا کھڑا ہوا ہے۔ اور خدا کو ہرگز شکست نہیں دی جاسکتی۔ مامور زمانہ کے قائم کردہ اس قلعے کو جو خلافتِ احمدیہ کے زیرِ نگرانی مستحکم کھڑا ہے ہرگز ہرگز ہلایا بھی نہیں جاسکتا۔ یہ ہمارا ایمان بھی ہے اور گزشتہ سوا سو سال کی تاریخ بھی۔

وہ لوگ جو ہمیں دائرہ اسلام سے نکالنے پر نازاں تھے دنیا میں نکل کر دیکھیں تو انہیں نظر آئے گا کہ ہم نے کروڑوں لوگوں کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کے دائرے میں شامل کر دیا ہے۔

وہ جو احمدی اذان بند کرنے پر مصر تھے کان کھول کر سنیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں افریقہ سے لے کر یورپ تک اور امریکہ سے آسٹریلیا تک اللہ کا نام بلند کرنے کی توفیق عطا کر دی ہے۔

وہ جو احمدی مساجد کو مسمار کر کے خوش تھے انہیں خبر ہو کہ آج ہم دنیا بھر میں سینکڑوں، ہزاروں مساجد بنا چکے ہیں۔

وہ جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا قرآن سے کوئی تعلق نہیں رہا جان لیں کہ ہم وہ جماعت ہیں جو قرآن کریم کے 80 زبانوں میں تراجم شائع کر چکے ہیں۔

وہ جو ہمیں کلمہ طیبہ کے بیج اپنے سینوں پر سجانے سے روک رہے تھے آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ ہم نے صرف اپنے سینوں پر ہی نہیں بلکہ دنیا کے کروڑوں دلوں کے اندر بھی کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اس طرح سے لکھ دیا ہے کہ ہزار کوشش سے بھی اسے نوچا یا مٹایا نہیں جا سکتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے وہ فضل ہیں جو ہمیشہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔ جیسے ابرہہ پر ہونے والی کنکریوں کی بارش کو کوئی نہیں روک سکتا تھا ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی اس بارش کو بھی کوئی روک نہیں سکتا۔ تاریخ مذاہب میں یہ دونوں بارشیں ہمیشہ سے جاری ہیں اور ہمیشہ جاری رہیں گی۔ فیصلہ ہر ایک کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ کس بارش کے نیچے کھڑا ہونا چاہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دشمنوں کی تدبیروں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔ مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائیں گے اور کیا وہ اس قادرِ مطلق کے ارادے کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کے شریر اور بدقسمت دولت مند دنیاداروں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں؟ صرف ایک مرے ہوئے کیڑے۔ اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ ...... مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔''

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے لیے

جرمنی تا برطانیہ سائیکل سفر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی اجازت سے جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء میں شمولیت کے لیے امیر صاحب جرمنی کی قیادت میں جرمنی کے شہر آخن سے یکم اگست کو 25 سائیکل سواروں کا وفد روانہ ہوا۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کے ساتھ پانچ افراد نے 31 جولائی کو گروس گیراؤ سے سفر کا آغاز کیا۔ اس دن 260 کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا گیا۔ مکرم رضا احمد صاحب اور ایک جرمن دوست مکرم شٹیفان شمک صاحب ہمبرگ سے 30 جولائی کو علیحدہ علیحدہ روانہ ہوئے اور اگلے دن Aachen پہنچے۔ دیگر سائیکل سوار بھی 31 جولائی کی شام تک مختلف ذرائع سے مسجد منصور آخن پہنچ گئے۔

اگلے روز یکم اگست کو مسجد منصور آخن سے دعا کے بعد مکرم امیر صاحب کی قیادت میں ساڑھے دس بجے برطانیہ کے لیے سفر کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ کل 152 کلومیٹر کا فاصلہ اور 1095 میٹر کی چڑھائی طے کر کے قافلہ بیلجیم کے شہر Brüssel کے مشن ہاؤس پہنچا جہاں رات قیام کیا گیا۔

2 اگست کی صبح برسلز مشن ہاؤس سے دوبارہ سفر کا آغاز کیا گیا۔ اس روز راستہ تو ہموار تھا مگر تیز ہوا کا سامنا رہا۔ دن بھر 153 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے قافلہ رات ساڑھے نو بجے Dunkerque پہنچا جہاں رات کا کھانا کھا کر فیری کی طرف سفر شروع کیا گیا۔ فیری رات ڈیڑھ بجے Dover پہنچی جہاں Folkestone کے ساحل سمندر پر کھلی فضا میں رات گزارنا پڑی۔ 3/اگست کی صبح روانگی سے قبل بہت سے مقامی شہریوں نے ہمارے سائیکل سفر کے بارے میں دریافت کیا اور یوں تبلیغ کا ایک بہت اچھا موقع بھی میسر آیا۔ صبح سوا گیارہ بجے سفر شروع کر کے رات نو بجے قافلہ مسجد نور Crawley پہنچا۔ یہ راستہ فاصلے کے اعتبار سے تو کم تھا لیکن چڑھائی کے اعتبار سے مشکل ترین تھا۔ اس دن 132 کلومیٹر کا فاصلہ 1334 میٹر کی چڑھائی کے ساتھ طے کی گیا۔

4/اگست کی صبح ساڑھے دس بجے Crawley سے روانہ ہو کر پونے ایک بجے بیت الفتوح پہنچے۔ مکرم نصیر الدین صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ یوکے اور ان کی ٹیم نے ہمارا استقبال کیا۔ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر کی بیت الفتوح میں ادائیگی کے بعد حدیقۃ المہدی کے لیے روانہ ہوئے جہاں سوا آٹھ بجے پہنچے۔

حدیقۃ المہدی میں مکرم رفیق حیات صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ یوکے نے سائیکل سواروں کا استقبال کیا۔ مغرب و عشاء کی نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں ادا کرنے کی سعادت پائی۔

اس سائیکل ٹور میں شعبہ سمعی بصری کی ٹیم ہمراہ رہی جو بذریعہ سوشل میڈیا جماعت کو اس سفر سے آگاہ کرتی رہی۔

تمام شرکاء نے اس جلسہ سالانہ کی خاص برکات کو محسوس کیا اور خلیفۂ وقت کی صحبت سے مستفیض ہوئے، الحمدللہ۔ جلسہ سالانہ کے آخری روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب اور دعا کے بعد قریباً ساڑھے چھ بجے جرمنی کے لیے واپسی کا سفر شروع ہوا، الحمدللہ علیٰ ذلک۔

اس سفر میں مندرجہ ذیل احباب شریک ہوئے۔

امتیاز احمد شاہین صاحب، طاہر احمد مبارک صاحب، شٹیفان شمک صاحب، محمد جری اللہ خان صاحب، اعجاز احمد جنجوعہ صاحب، سید سلمان شاہ صاحب، فیضان تنویر صاحب، عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، ماہر تاثیر صاحب، فراز احمد صاحب، رضا احمد صاحب، انتصار احمد صاحب، اخلاق ملک صاحب، حسیب گھمن صاحب، دانیال اظہر طارق صاحب، کامران احمد صاحب، طارق احمد ظفر صاحب، دانیال احمد صاحب، فرحان مبارک صاحب، حمزہ نصیر صاحب، انصر بلال انور صاحب، لقمان مرزا صاحب، عمران احمد مبارک صاحب، اذان احمد ناصر صاحب، عمر ملک صاحب لقمان شاہد صاحب، مجیب عطا صاحب، عمیر کمال صاحب

(رپورٹ: اعجاز احمد جنجوعہ، مربی سلسلہ Fulda)

ماہ ستمبر تاریخ کے آئینہ میں

(مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ہانوفر)

یکم ستمبر:

1914ء: سینٹ پیٹرزبرگ کا نام بدل کر پیٹروگراڈ کر دیا گیا۔

1939ء: جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر دیا۔

2 ستمبر:

1945ء: دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپان نے رسمی طور پر ہتھیار ڈال دیئے۔

3 ستمبر:

1939ء: برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

4 ستمبر:

1959ء: امریکہ میں لیبر اصلاحات کا ایکٹ منظور کر لیا گیا۔

5 ستمبر:

1972ء: اولمپکس میں اسرائیلی ایتھلیٹس پر قاتلانہ حملہ ہوا۔

2007ء: ایپل کمپنی نے آئی ٹچ کا آغاز کیا۔

6 ستمبر:

1901ء: امریکی صدر میک کنلی کو قتل کر دیا گیا۔

1965ء: پاک بھارت جنگ کا آغاز ہوا۔

7 ستمبر:

1949ء: جرمن وفاقی پوسٹ نے اپنا پہلا ٹکٹ جاری کیا۔

8 ستمبر:

1941ء: جرمن افواج نے لینن گراڈ کا محاصرہ کر لیا جو 900 دن جاری رہا۔

1943ء: اٹلی نے جنگ عظیم دوم میں ہتھیار ڈال دیئے۔

9 ستمبر:

2011ء: عرب ممالک میں عرب سپرنگ کا آغاز ہوا۔

10 ستمبر:

1967ء: جبرالٹر کے عوام نے اسپین میں شمولیت کے خلاف ووٹ دے دیا۔

11 ستمبر:

امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون پر ہوائی حملہ۔

12 ستمبر:

1848ء: سوئٹزرلینڈ وفاقی ریاست بن گیا۔

1953ء: نکیتا خروشیف نے سوویت یونین کا اقتدار سنبھال لیا۔

13 ستمبر:

1959ء: روس کی خلائی شٹل لونا 2 چاند پر پہنچ گئی۔

1960ء: تیل برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم اوپیک (OPEC) کا قیام عمل میں آیا۔

14 ستمبر:

1932ء: مہاتما گاندھی نے اپنی مشہور بھوک ہڑتال شروع کی۔

15 ستمبر:

1975ء: برطانیہ میں مہنگائی 26 فیصد کی حد سے تجاوز کر گئی۔

16 ستمبر:

Papua-Neuguinea نے آسٹریلیا سے آزادی حاصل کر لی

17 ستمبر:

1991ء: شمالی اور جنوبی کوریا اقوام متحدہ کے ممبر بن گئے۔

18 ستمبر:

1947ء: امریکی انٹیلیجنس ایجنسی CIA کا قیام عمل میں آیا۔

19 ستمبر:

1893ء: نیوزی لینڈ خواتین کو ووٹ کا حق دینے والا پہلا ملک بن گیا۔

20 ستمبر:

2008ء: اسلام آباد میں میریٹ ہوٹل میں بم دھماکہ۔ 54 افراد ہلاک اور 266 زخمی ہوئے۔

21 ستمبر:

1983ء: امریکہ میں موٹورولا Motorola فون کمپنی نے پہلا موبائل فون متعارف کروایا۔اس کا وزن 800 گرام تھا۔

22 ستمبر:

1908ء: بلغاریہ کا یوم آزادی۔

1960ء: مالی نے فرانس سے آزادی حاصل کر لی۔

23 ستمبر:

1932ء: سعودی عرب میں حجاز اور نجد کے اکٹھے ہونے کا دن۔

24 ستمبر:

1948ء: ہونڈا Honda کمپنی کا قیام عمل میں آیا۔

25 ستمبر:

2007ء: میانمار (برما) میں زعفران انقلاب۔

26 ستمبر:

1986ء: Bertelsmann دنیا کا سب سے بڑا میڈیا گروپ بن گیا۔

27 ستمبر:

2006ء: برلن میں پہلی اسلام کانفرنس منعقد ہوئی۔

28 ستمبر:

1928ء: الیگزینڈر فلیمنگ نے اتفاقاً پینسلین دریافت کر لی۔

29 ستمبر:

1995ء: پلے سٹیشن PlayStation یورپی مارکیٹ میں متعارف کروایا گیا۔

30 ستمبر:

1949ء: ایک معاہدہ کے تحت برلن ایئرلفٹ کا اختتام ہوا۔

56واں جلسہ سالانہ برطانیہ

2022ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا 56 واں جلسہ سالانہ جسے گذشتہ چار دہائیوں سے مرکزی جلسہ سالانہ کی حیثیت حاصل ہے، 5 تا 7 اگست 2022ء اپنے روایتی انداز میں منعقد ہوا۔ جلسہ سے ایک روز قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حدیقۃ المہدی میں تشریف لے گئے اور معمول کے مطابق انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ جمعۃ المبارک کے روز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ جلسہ گاہ میں ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر ہزاروں احباب جماعت نے ایک عرصہ کے بعد اپنے پیارے آقا کا براہ راست دیدار کیا۔ اسی روز سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرانے کے بعد دعا کرائی۔ بعد ازاں افتتاحی اجلاس کے آپ سٹیج کی طرف تشریف لے گئے جس کا احبابِ جماعت بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا پھر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو اور فارسی منظوم کلام پیش کیا گیا جس کے بعد حضور انور نے افتتاحی خطاب میں سامعین اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں سامعین کو جلسہ کے اغراض و مقاصد کی طرف توجہ دلائی اور نیکی اور تقویٰ کے میدانوں میں اپنے معیار بلند سے بلند تر کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس ضمن میں اپنی ذاتی رنجشیں ترک کرنے اور پرسکون و پُرامن زندگیاں گزارنے کی نصیحت فرمائی۔ دعا کے بعد اجلاس برخواست ہوا۔ مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام تھا۔ یاد رہے کہ امسال مہمانوں کے لئے جلسہ گاہ میں رات رہنے کی سہولت نہ تھی۔

ہفتہ کے روز ٹھیک دس بجے صبح مکرم ڈاکٹر زاہد احمد خان صاحب افسر جلسہ گاہ سٹیج پر تشریف لائے اور محترم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کو کرسیٔ صدارت پر آنے اور اجلاس کا آغاز کروانے کی دعوت دی۔ اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔ اردو زبان میں محترم مولانا فرید احمد نوید صاحب مبلغ سلسلہ پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا، مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب چیئرمین انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی یوکے اور ایک تقریر انگریزی مکرم محمد ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یوکے نے کی۔ پھر حسب روایت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ مستورات میں تشریف لے جاکر خطاب فرمایا۔ اسے بھی جلسہ کی دیگر کارروائی کی طرح نہ صرف مردانہ جلسہ گاہ میں سنا گیا بلکہ دنیا بھر میں جلسہ کے ناظرین نے بھی براہ راست دیکھا اور سنا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے تیسرے اجلاس میں حسبِ روایت ایک طویل خطاب

باقی صفحہ 44 پر

حقیقی اور پائیدار امنِ عالم کا قیام

بقیہ: اختتامی خطاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء

مسلمان دنیا میں بد اُمنی پھیلانے کے لیے مشہور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یہ صرف اس لیے ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے عاشق رسول ﷺ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات سننے کے روادار نہیں بلکہ اُس کے ماننے والوں کو قتل کرنا اور اُن پر کفر کے فتوے لگانا، رسول کریم ﷺ سے محبّت کا معیار سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا میں کس طرح امن کی تعلیم کو پھیلا سکتے ہیں۔

حضور ﷺ کے ماننے والے اوّلین خدا سے محبت کرنے والے تھے اور خدا اُن سے پیار کرنے والا بن گیا۔ انہوں نے خدا کی محبّت میں عبادات کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔ صرف زبانی محبّت کے دعوے نہ کیے بلکہ اعلیٰ طور پر خدا کی مخلوق کے حقوق ادا کر کے دکھائے اور امن کو قائم کیا۔ امن کی بنیاد گھر سے شروع ہو کر ملک اور دنیا تک محیط ہو جاتی ہے اور اسی مستقل امن کی راہنمائی حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔

ہر کوئی امن کی خواہش رکھتا ہے لیکن صرف خواہش سے امن قائم نہیں ہو سکتا۔ لوگ اپنے لیے عزّت و مرتبہ و دولت اور صحت کی تمنّا تو کرتے ہیں لیکن اپنے مخالفین اور دشمنوں کے لیے ایسا نہیں چاہتے، اسی لیے یہ خواہش امن کی بجائے فساد کا ذریعہ بن رہی ہے۔ عالمی دائمی امن اسی طرح ممکن ہے کہ ہر قسم کی ذاتی ترجیحات سے بالا ہو کر کوشش کی جائے اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان ایک ایسی بالا ہستی پر ایمان لائے جو سب کے لیے امن چاہتی ہو اور جب تک یہ سوچ نہ ہو کہ اگر ہم نے نقضِ امن کیا تو وہ بالا ہستی ہمیں کچل کر رکھ دے گی۔

اسی دائمی امن کو حضور ﷺ دنیا میں لے کر آئے اور اسی کی پیروی کی ہدایت دی۔ آج خدا کے فرستادہ اور اس کے برگزیدہ مسیح کے ذریعہ سے ہی دائمی امن کی طرف راہنمائی ہوئی ہے اور اس پر عمل کر کے ہی ہم اس امن کو پانے اور قائم کرنے والے بن سکیں گے کیونکہ خدا کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی حضور ﷺ کی باتیں جھوٹی ہو سکتی ہیں۔

پس اگر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے، امن و سلامتی سے رہنا ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے کلام يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ۔ (المائدہ:17) یعنی ''اللہ اس کے ذریعہ سے ان (لوگوں) کو جو اس کی رضا (کی راہ) پر چلتے ہیں سلامتی کی راہوں پر چلاتا ہے'' کو سامنے رکھنا ہو گا اور سُبُلَ السَّلٰمِ پر چلنا ہو گا۔ اس کتاب کا کوئی حکم بھی ایسا نہیں جو انسانی امن کو برباد کرنے والا ہو۔ یہ پیغام ہے جو آج اپنوں اور غیروں کو دینا ہمارا کام ہے، یہی دنیا کے امن کی ضمانت ہے، یہی وہ انقلاب تھا جو آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب میں برپا کیا اور ایک ایسی جماعت قائم کر دی کہ جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے تو وہ کہتے سلام۔ یہی وہ حالت ہے جو ہم میں پیدا ہو جائے اور دنیا میں پیدا کر دیں تو ہمارا حال اور مستقبل بھی امن میں ہو گا۔

پس اپنے گھروں میں بھی سلامتی پیدا کرنی ہے اور دنیا میں بھی امن و سلامتی پیدا کرنی ہے۔ یہ تب ہو گا جب ہمارے دل خالص توحید سے پُر ہوں اور دنیا کو بھی خالص توحید کی طرف لانے والے ہوں۔ لڑائیاں اس وقت بند ہو سکتی ہیں جب حقیقی مؤاخات پیدا ہو۔ اور حقیقی مؤاخات بھی ایک خدا کو مانے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کی تعلیم بھی ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ملی ہے۔

اگر مسلمان اس نکتہ کو سمجھ لیں تو دنیا میں حقیقی امن پسند وہی ہوں گے۔ لیکن اس کے لیے آنحضرت ﷺ کے حقیقی غلام صادق کے ساتھ جڑنا بھی ضروری ہے۔ یہ ہم پر بھی ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ہم اپنی حالتوں کا جائزہ لیں۔ ہمارا نمازوں میں الحمد پڑھنا صرف منہ کی بات نہ ہو۔ اگر دل و دماغ بھی اس گہرائی سے خالی ہیں تو ہم بھی فتنہ و فساد پھیلانے والوں میں سے ہوں گے۔

اگر قرآن اور رسول اللہ ﷺ کا ہر ارشاد ہمارے قول و فعل کا حصّہ بن جائے تب ہی ہم دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچا سکیں گے، امن کی تعلیم عمل سے دکھائیں گے۔ یہی امن قائم کرنے اور اسلام پر اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ کام آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ اگر ہم نے گھریلو سطح سے بین الاقوامی سطح تک اپنا کردار ادا نہ کیا تو ہماری، ہماری نسل اور دنیا کے امن میں رہنے کی کوئی ضمانت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کو روشنی کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنائے، آمین۔

(رپورٹ: فیروز ادیب اکمل، مربی سلسلہ)

46 واں جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء

بمقام Messe Karlsruhe

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ احمدیہ کا پودا دن بہ دن اپنی جڑیں مضبوط کر رہا اور اپنی شاخوں کو بڑھا رہا ہے جس کے سائے میں آکر ہر سال ہزاروں سعید روحیں سکون پا رہی ہیں۔ موجودہ زمانہ کی بے پناہ دنیاوی مصروفیات میں جلسہ سالانہ کے تین ایام ایک احمدی کے لیے ایسی بارش کی مانند ہیں جو خشک ہوتے ہوئے سبزہ کو ایک بار پھر تروتازہ کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے تین دن دلوں پر بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا چھیالیسواں جلسہ سالانہ 19 تا 21 اگست 2022ء ایک مرتبہ پھر Messe Karlsruhe میں منعقد ہوا۔ امسال انیس ہزار سات سو بیاسی (19,782) احمدی احباب و خواتین اور بچوں نے شرکت کی جبکہ 40 ہزار سے زائد افراد نے اس جلسہ کی کارروائی آن لائن سنی اور دیکھی۔ امسال شاملینِ جلسہ کے چہروں پر خوشی کے جذبات کے ساتھ ساتھ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمارے درمیان رونق افروز نہ ہونے کی وجہ سے اداسی بھی تھی جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایم ٹی اے پر براہِ راست خطاب کی وجہ سے کسی حد تک دور ہو گئی۔

جرمن حکومت کی جانب سے جاری کردہ 9 یورو ٹکٹ بہت مفید ثابت ہوئی اور احباب کی کثیر تعداد نے ریل گاڑی کو ذریعہ سفر بنایا تاہم طویل فاصلہ پر رہنے والے افراد زیادہ تر ذاتی گاڑیوں پر ہی جلسہ گاہ پہنچے۔ ہر سال کی طرح امسال بھی سٹیشن سے جلسہ گاہ تک مہمانوں کو لانے کی سہولت موجود تھی۔ مہمانوں کے استقبال اور رجسٹریشن کے لئے وسیع انتظامات کئے گئے تھے۔ اسی طرح حفاظتی اقدامات اور کارڈ سکین کرنے کے لئے بھی چاق و چوبند خدام جلسہ گاہ کے داخلی دروازوں اور پارکنگ میں ڈیوٹی دیتے نظر آئے۔

جلسہ گاہ یعنی Messe کے چار ایک جیسے ہالوں میں سے دو مردوں کے لیے جبکہ دو خواتین کے لئے مختص تھے۔ پنڈال میں قرآن کریم، احادیثِ مبارکہ اور ارشادات عالیہ پر مشتمل چھوٹے چھوٹے خوبصورت بینرز جبکہ سٹیج کو ایک بہت بڑے بینر سے سجایا گیا تھا جس پر امسال کے عنوان ''امن اور سلامتی'' کی مناسبت سے قرآن کریم کی آیہ مبارکہ وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ کی خوبصورت خطاطی اور اس کے اردو جرمن تراجم لکھے گئے تھے، یہ خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش کا نتیجہ تھی۔

اس مرتبہ جلسہ گاہ میں رہائش کا انتظام نہیں تھا تاہم ذاتی ٹینٹ لگانے کی اجازت بہت محدود پیمانے پر دی گئی تھی۔ چاروں ہالوں کے درمیانی لان میں جرمنی کے صوبائی پرچم اور ان کے درمیان لوائے احمدیت اور جرمنی کے قومی پرچم لہراتے رہے اور یہیں جلسہ سالانہ کے بازار کا محدود پیمانے پر انتظام کیا گیا۔

مردوں کے لئے کھانے کا انتظام ہال نمبر 3 میں کیا گیا۔ داخلی دروازے کی بائیں جانب تاریخ کمیٹی جرمنی کی طرف سے نمائش لگائی گئی تھی اس کے ساتھ شعبہ اشاعت کا بک سٹال بھی لگایا گیا تھا جہاں جماعتی کتب دستیاب تھیں۔ علاوہ ازیں یہاں ایم ٹی اے کا ایک سٹوڈیو اور متعدد جماعتی شعبہ جات رشتہ ناطہ، وقفِ نَو، وصایا،

جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء کے مہمان مقرر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برطانیہ تقریر کر رہے ہیں

رسالہ النور اور ریویو آف ریلجنز جرمن ایڈیشن کے دفاتر بھی یہیں موجود تھے۔ کے سٹال لگائے گئے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کی سہولت کے لئے ریڈیو کا بھی انتظام کیا گیا جس میں جلسہ کے پروگرام کے علاوہ سفری معلومات اور ٹریفک کی تازہ صورت حال بتائی جاتی رہی۔

معائنہ 18 اگست 2022ء کی شام 18:22 بجے شروع ہوا۔جس میں مکرم امیر صاحب جرمنی کے ساتھ افسر جلسہ سالانہ مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب، افسر جلسہ گاہ مکرم صداقت احمد صاحب، افسر خدمت خلق مکرم کمال احمد صاحب، ناظم معائنہ مکرم فیضان اعجاز صاحب وبعض دیگر ناظمین شامل تھے۔معائنہ میں نیشنل امیر صاحب جرمنی نے پورے جلسہ گاہ کا چکر لگایا اور کارکنان کو ہدایات دیں۔شام آٹھ بج کر چالیس منٹ پر معائنہ کے اختتامی پروگرام کا آغاز ہوا۔مکرم عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ نے تلاوت کی۔امیر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کمی ہمیں شدّت سے محسوس ہو رہی ہے البتہ خوشی ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یوکے سے اختتامی خطاب فرمائیں گے۔امیر صاحب نے تمام کارکنان کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ کو کامیاب کرنے کے لئے دعا کی درخواست کی جس کے بعد مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کی گئیں۔

19 اگست بروز جمعۃ المبارک ساڑھے بارہ بجے پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں مکرم امیر صاحب جرمنی اور سیکرٹری امور خارجیہ جرمنی مکرم محمد داؤد مجوکہ صاحب نے بتایا کہ جماعت احمدیہ ایک ایسی جگہ کی تلاش میں ہے جو جماعت کی ملکیت ہو جہاں جلسہ اور دیگر بڑے اجتماعات منعقد کرنے میں آسانی ہو۔ آپ نے مزید بتایا کہ جماعت احمدیہ کو کس طرح ہجرت کرنا پڑی اور پاکستان میں جلسہ پر پابندی لگا دی گئی۔ایک سوال کے جواب میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد ''دنیا میں امن اور سلامتی'' قرار دیا۔

سوا ایک بجے نماز جمعہ ادا کی گئی، مبلغ انچارج صاحب جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب نے خطبہ جمعہ میں توجہ دلائی کہ وہ جلسہ کے دوران تمام تقاریر خاموشی اور توجہ سے سنیں۔ ہو سکتا ہے کوئی بات دل پر ایسی اثر کرے جو انسان کی کایا پلٹ دے۔ آپ نے مزید کہا کہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شدید کمی محسوس ہو رہی ہے لیکن ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم سے بذریعہ MTA اختتامی خطاب فرمائیں۔

شام پانچ بجے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی نے لوائے احمدیت جبکہ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے قومی پرچم کو بلند کیا اور دعا کروائی۔ پرچم کشائی کے بعد جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کا آغاز ہوا۔جس کی صدارت مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے کی۔ اجلاس اوّل کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد قساوات صاحب نے کی۔جس کا جرمن ترجمہ مکرم حماد Härter صاحب اور اردو ترجمہ مکرم محمود احمد ملہی صاحب مربّی سلسلہ نے پیش کیا۔مکرم شیخ عبدالحفیظ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی و افسر جلسہ گاہ نے ''اسلام امن اور سلامتی کا سرچشمہ'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔مسلمان کی تعریف یہی ہے کہ اُس سے کسی کو خطرہ لاحق نہ ہو بلکہ ہمیشہ امن ملے۔حضرت محمد ﷺ سلامتی کا پیغام لائے جس سے نہ صرف آپ کے ماننے والوں بلکہ ساری انسانیت مستفید ہوئی۔آپ نے مزید بتایا کہ کس طرح خداتعالیٰ نے امن وسلامتی کے وعدوں کو پورا فرمایا اور حضرت مسیح موعودؑ کی بے حد مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے احمدیّت کو ترقیات سے نوازا۔سلامتی کی یہی تعلیم آج کے دَور میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کو دے رہے ہیں۔

اس کے بعد مکرم ماہر احمد الیاس صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا کلام پیش کیا اور پھر مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ نے ''غزوات میں آنحضرت ﷺ کا عظیم نمونہ'' کے موضوع پر جرمن زبان میں تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں امن قائم رکھنے کے لئے لڑی جانے والی جنگوں یعنی جنگ بدر، جنگ خیبر، جنگ اُحد، جنگ خندق اور فتح مکہ کے دوران پیش آنے

والے متعدد واقعات بیان کئے۔ آپ کی تقریر کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کا پہلا دن اختتام پذیر ہوا۔ شام نَو بجے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں۔

اگلے روز 20 اگست بروز ہفتہ جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوا جو کہ مکرم اویس احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے پڑھائی۔ اس کے بعد مکرم عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ نے اذان دی جبکہ مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج نے نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد مکرم حبیب احمد گھمن صاحب مربّی سلسلہ نے اخوت اور بھائی چارے کے موضوع پر درس دیا۔

اس روز کا پہلا اجلاس مکرم طارق ولید صاحب امیر جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی صدارت میں گیارہ بجے شروع ہوا۔ مکرم عمران احمد بشارت مربّی سلسلہ نے سورۃ آل عمران کی آیات 170 تا 177 کی تلاوت کی جس کا اردو ترجمہ مکرم فلاح الدین خان صاحب اور جرمن ترجمہ مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ نے پیش کیا جبکہ مکرم سیّد احمد معیز شاہد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا کلام خوش الحانی سے پڑھا۔

پہلی تقریر ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب سیکرٹری امور خارجیہ کی تھی جس کا موضوع ''پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی المناک داستان'' تھا۔ آپ نے جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کا ذکر کیا اور 1953ء، 1974ء اور 1984ء کے پُر آشوب حالات پر روشنی ڈالی نیز 2010ء میں جماعتِ احمدیہ کی دو مساجد پر ہونے والے حملوں کے بارے میں بتایا جس میں چھیاسی احمدیوں کو شہید کیا گیا۔

اگلی تقریر مکرم افتخار احمد صاحب مربّی سلسلہ نے ''اقتصادی معاملات میں اسلام کے سنہری اصول'' کے موضوع پر جرمن زبان میں کی۔ آپ نے بیان کیا کہ اسلام ایسی تعلیم دیتا ہے جو ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتی ہے اور مثالی راہنما کا کام دیتی ہے۔ خود غرضی، اخلاقی بحران، حرص ولالچ اور غیر منصفانہ فیصلوں

جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء کے موقع پر لوائے احمدیت مکرم مولانا صداقت احمد صاحب جبکہ جرمنی کا قومی پرچم محترم امیر صاحب جرمنی لہرا رہے ہیں

نے مروجہ اقتصادی نظام کو نقصان پہنچایا ہے جس کی وجہ سے ایسے معاشرے نے جنم لیا جو صرف اپنے ذاتی مفاد کو ترجیح دیتا ہے۔ قرآنِ مجید کا جب ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اقتصادی و معاشی نظام کے کچھ قوانین بتائے ہیں جن پر چل کر ہر قسم کی بے راہ روی سے بچا جا سکتا ہے۔ اسلامی نظام ہمیں نہ صرف یہ بتاتا ہے کہ کس طرح لین دین کے معاملات میں بہتری لائی جا سکتی ہے بلکہ اسلامی نظام ہمیں لین دین کے نتیجہ میں آنے والی مشکلات اور منفی اثرات سے بھی خبردار کرتا ہے۔

بعد ازاں مکرم داؤد احمد ناصر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام ترنم سے پیش کیا۔ پھر مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے ''صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا'' کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والوں کا مرتبہ بیان کیا کہ کس طرح انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر عمل کر کے صحابہ کا درجہ حاصل کیا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ جب انہوں نے پہلی بار حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا تو بے ساختہ کہا کہ ''یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں''۔ اسی طرح بہت سے صحابہ کرام آپ کے اس قدر گرویدہ ہوئے کہ سب کچھ آپ پر قربان کر دیا۔ آپ نے کہا کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ مشابہت اور مماثلت کے بے شمار واقعات ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ ہی و آخرین منھم کی مصداق جماعت ہے۔

نمازِ ظہر و عصر کے بعد ہنگامی صورت حال میں احتیاطی تدابیر کے حوالے سے راہنمائی کی گئی اور اس کے بعد نیشنل امیر صاحب نے جرمنی میں پہلی اسلامی فلاحی تنظیم 'النصرت' کا تعارف پیش کیا نیز احبابِ جماعت کو فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر مدد کرنے کی بھی ترغیب دلائی۔

17 بجے نیشنل امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں اگلے سیشن کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآنِ کریم مکرم حافظ طارق محمود چیمہ صاحب نے کی۔ آپ نے سورۃ آل عمران کی آیات 56 تا 61 کی تلاوت کی جس کا جرمن ترجمہ مکرم حبیب احمد گھمن صاحب مربّی سلسلہ اور اردو ترجمہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربّی سلسلہ نے پیش کیا۔ مکرم رانا شیراز احمد صاحب مربّی سلسلہ نے نظم پیش کی۔

مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جرمنی نے ''رفع مسیح حقیقت سے فسانہ تک'' کے عنوان سے جرمن زبان میں تقریر کی۔ حسنات صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسیح ناصری سے متعلق اس قدر غلط افواہیں اور بے ہودہ خیالات لوگوں میں رائج ہو چکے ہیں کہ اس کی مثال کسی اور نبی

کے حالاتِ زندگی میں نہیں ملتی۔ حیات و وفات مسیحؑ کا معاملہ بہت حساس اور اہم ہے کیونکہ اس سے لوگوں کا ایمان وابستہ ہے۔ آپ نے حضرت عیسیٰؑ سے متعلق تین نظریات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح جماعتِ احمدیہ کی تعلیمات باقی نظریات سے یکسر مختلف اور مبنی بر حقیقت ہیں۔

اس کے بعد مکرم مجیب اللہ مانگٹ صاحب نے خلافت سے متعلق نظم پیش کی جس کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برطانیہ نے ''خلافت۔ خوف کو امن میں بدلنے کی ضمانت'' کے موضوع پر تقریر کی۔

آپ نے آیت استخلاف کو اپنا موضوع سخن بنایا اور اس میں موجود تین وعدوں پر روشنی ڈالی۔ جماعتِ احمدیہ پر ہونے والے مظالم اور بے بسی کے حالات اور خدائی مدد کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ امام صاحب موصوف نے ربوہ شہر کے آباد ہونے کا ذکر کیا کہ کس طرح خداتعالیٰ نے ایک بنجر زمین کو محض اپنے فضل سے آباد کر دیا۔ اسی طرح آپ نے ہر خلافت کے دَور کی مثالیں پیش کر کے ثابت کیا کہ خداتعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ہر خوف کو امن میں بدلا اور تمکنت عطا فرمائی۔ آپ نے احبابِ جماعت کو خلافت سے محبّت کرنے، اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے اور خلافت کے سلطانِ نصیر بننے کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ کے آخری دن کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد سے ہوا جو مکرم محمد عمران بشارت صاحب مربّی سلسلہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد حافظ احتشام احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے فجر کی نماز کے لیے اذان دی اور مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے نمازِ فجر پڑھائی۔ مکرم سعید احمد عارف صاحب مبلغ سلسلہ برلن نے ''عفو و درگذر'' کے موضوع پر درس دیا۔

آخری دن کے پہلے اجلاس کی صدارت مکرم زکریا خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈنمارک نے کی۔ مکرم حافظ احتشام احمد صاحب نے تلاوت کی۔ جرمن ترجمہ مکرم باسل احمد صاحب مربّی سلسلہ اور اردو ترجمہ مکرم مبشر احمد بٹ صاحب مربّی سلسلہ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مکرم خواجہ فواد احمد قمر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ اشعار پیش کئے۔ جس کے بعد مکرم جری اللہ خان صاحب مربّی سلسلہ و جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی نے اُن معجزات کا ذکر کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر خداتعالیٰ نے ظاہر کئے۔ یہ تقریر جرمن زبان میں کی گئی۔ مکرم جری اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ نشانات روحانیت اور ایمان میں اضافہ کا ذریعہ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان واقعات کو بار بار پڑھیں اور غور کریں۔ آپ کا دل حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات اور آپؑ کے واقعات پڑھ کر تسلی پائے گا اور آپ ایک روحانی سکون محسوس کریں گے۔ بعدازاں مکرم طاہر احمد صاحب مربّی سلسلہ و سیکرٹری تربیت جماعت جرمنی نے تقریر کی جس کا موضوع ''اقام الصلوٰۃ کے لیے مساجد کے قیام کی اہمیت'' تھا۔ اس تقریر کے ذریعہ آپ نے احبابِ جماعت کو مساجد کو آباد کرنے اور ہر مشکل میں خدا کے حضور جھکنے اور اس سے مدد مانگنے کی ترغیب دلائی۔ آپ نے مزید کہا کہ ہمیں شہداء کا نمونہ اپنانا چاہیے جنہوں نے سخت مصائب کو برداشت کیا مگر خداتعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کو پس پشت پھینکنے سے انکار کر دیا۔ ویڈیو پیغامات اور معزز مہمان کی مختصر تقریر کے بعد ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظم پیش کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی تھی جس کا عنوان تھا ''اسلام احمدیّت''۔

امیر صاحب نے اپنی تقریر میں توجہ دلائی کہ آج کل پوری دنیا میں بےسکونی ہے حالانکہ ہمارے پاس بہتر گھر ہیں جو ہر قسم کی نعمتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ٹی وی Wifi اور موبائل جیسی سہولتیں بھی میسر ہیں لیکن پھر بھی یہ بےسکونی کہاں سے اور کیوں آتی ہے؟ یہ ہماری زندگی کا مقصد نہ جاننے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ زندگی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ دولت اور طاقت حاصل کی جائے بلکہ زندگی کا مقصد خداتعالیٰ کو پانا اور اس کے ساتھ دوستی اور محبّت کا تعلق پیدا کرنے میں ہے۔ سکون ایسا انسان بننے میں ہے جیسا کہ خدا ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ ہم اس دنیا میں تو ہیں لیکن اس دنیا کے بندے نہیں۔ جیسا کہ اولیاء نے کہا ہے کہ ہیں جہاں میں مگر جہاں میں نہیں۔

امیر صاحب کی تقریر کے بعد کھانے کا انتظام تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تمام حاضرینِ جلسہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب سننے کے لئے ہال میں پہنچ گئے۔

سہ پہر 16:30 بجے جلسہ سالانہ جرمنی کی اختتامی تقریب کا آغاز سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت میں ہوا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سکرین پر دیکھتے ہی تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر فلک شگاف نعروں سے اپنے آقا کا استقبال کیا۔

مکرم حافظ اویس صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے سورۃ آل عمران 103 تا 108 تلاوت کیں۔ تلاوتِ قرآنِ کریم کا اردو ترجمہ مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ جبکہ جرمن ترجمہ مکرم عدنان رانجھا صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم مرتضیٰ منان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔ نظم کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کے لئے کھڑے ہوئے تو دونوں ممالک کے ہال نعروں سے گونج اُٹھے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب کے بعد حسبِ روایت چھوٹے چھوٹے گروپوں کی شکل میں خواتین اور مردوں کی جانب سے مختلف نظمیں اور ترانے پیش کئے گئے اور اس طرح جلسہ سالانہ جرمنی اپنے روایتی انداز میں اختتام پذیر ہوا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا خلاصہ اسی شمارہ میں الگ شائع کیا جا رہا ہے۔

ہوائیں تیرے فضلوں کا مُنادی

مکرم ڈاکٹر عبیدہ رشید رانا صاحب کی ربوہ اور افریقہ میں خدمات

طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں طبّی اور اکیڈیمک خدمات

اتفاق کی بات یہ کہ 2017ء میں جماعت جرمنی کا جلسہ کارلسروہے میں منعقد ہوا تھا جس پر مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب بھی تشریف لائے تھے اور میری ان سے ملاقات بھی ہوگئی۔ ملاقات کے دوران انہوں نے میرے بارہ میں جاننے کے بعد اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں آپ کی ضرورت ہے۔ چونکہ میں نے بھی اس بارہ میں سوچا ہوا تھا تو مَیں نے بخوشی ان کی اس پیشکش کو قبول کرلیا اور ستمبر 2017ء میں مَیں پہلی بار طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ گیا تھا۔

مجھے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ اور Armed Forces Institute of Cardiology & National Institute of Heart Diseases (AFIC-NIHD) راولپنڈی جاکر بھی خدمت کا موقع ملا ہے۔ 2017ء میں مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے مجھے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں الیکٹروفیزیالوجی کا ڈیپارٹمنٹ کھولنے کے لئے کہا۔ کیونکہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں اچھی کوالٹی کے پیس میکر وغیرہ ڈالنے کی سہولت نہیں تھی۔ اس لیے ڈاکٹر نوری صاحب چاہتے تھے کہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بھی یہ سہولت اعلیٰ معیار کی موجود ہو۔ وہاں بہت سے ایسے مریض آتے ہیں جن کو دل کی دھڑکن کے مسائل ہوتے ہیں۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں مریضوں کی تعداد بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کے قریب قریب کوئی اور اعلیٰ سطح کا کارڈیالوجی ہسپتال نہیں ہے۔ چونکہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں یہ الیکٹروفزیالوجی کا ڈیپارٹمنٹ موجود نہیں تھا اس لیے مریضوں کو دیگر ہسپتالوں جہاں یہ سہولت موجود ہے، وہاں بھجوایا جاتا تھا۔

میں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ پیس میکر، آئی سی ڈیز وغیرہ کے لیے جاتا ہوں۔ ایک مرتبہ ڈاکٹر نوری صاحب کا فون آیا اور انہوں نے بتایا کہ دو مریض ہیں جن کو فوری مدد کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر نوری صاحب ان مریضوں کے لیے کافی پریشان تھے۔ کیونکہ اگر ان کو آئی سی ڈیز بروقت مہیا نہ ہوں تو ان کو جھٹکے دینے پڑتے ہیں۔ ان میں سے ایک نوجوان مریض بھی تھا جس کی عمر تقریباً بائیس سال تھی اور دوسرے مریض کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی۔

آئی سی ڈیز ایک مہنگا علاج ہے۔ پاکستان میں صرف ایک آئی سی ڈیز کی قیمت تقریباً دس لاکھ روپے ہے۔ سرجری وغیرہ کے اخراجات کے ساتھ تقریباً بارہ سے تیرہ لاکھ روپے کا خرچ ہوتا ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں غرباء تو یہ خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر نوری صاحب نے مجھے فون کر کے ان مریضوں کا علاج کرنے کو کہا۔ خاکسار نے ڈاکٹر نوری صاحب سے کہا کہ میں آئی سی ڈیز بھی ساتھ لے آؤں گا اور ڈال بھی دوں گا۔ انہوں نے مجھے ہفتہ والے دن فون کیا تو مَیں آئندہ ہفتہ کے دن طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ پہنچ گیا۔ جس دن میں پہنچا اُسی دن ہی ان دونوں مریضوں کے آئی سی ڈیز ڈال دی گئیں۔ اس کے دو دن بعد میری واپسی تھی۔ کیونکہ میں چھٹی لے کر نہیں گیا تھا۔ صرف ان دو مریضوں کے لیے گیا تھا۔

2017ء سے اب تک متعدد بار طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ جاکر خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ ڈاکٹر نوری صاحب نے وہاں مقامی ڈاکٹر اکرام صاحب کو بھی یہ طریقہ علاج سکھانے کی ہدایت کی تھی تاکہ وہ اس شعبہ کو وہاں چلا سکیں۔ کیونکہ میرے لیے ہر مریض کے لیے جرمنی سے وہاں جانا خاصا مشکل ہے۔ اس کے باوجود میں سال میں دو تین بار جاتا رہتا ہوں۔

روزانہ آؤٹ ڈور میں مریضوں کو دیکھنے کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عبیدہ رانا صاحب نے بتایا کہ آج کل کورونا کی صورتِ حال کے پیشِ نظر ڈاکٹر نوری صاحب کم مریضوں کو دیکھتے ہیں لیکن یہ کم تعداد بھی قریباً روزانہ 200 مریضوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جب تک وبا نہیں تھی اس وقت تو قریباً روزانہ 400 سے زائد مریضوں کو دیکھتے تھے۔ ان کا تجربہ اتنا زیادہ ہے کہ مریض کو دیکھتے ہی مرض کا پتہ لگا لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود مریض کی بات کو انتہائی تحمل اور خوش اخلاقی سے سنتے ہیں۔

بیٹری ڈالنے کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا اس کو ڈالتے وقت کوئی غلطی کا امکان بھی ہوتا ہے؟ یا اس کے بعد کوئی خرابی کا خدشہ بھی ہوتا ہے؟

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ دل کی دھڑکن ساٹھ سے سو مرتبہ فی منٹ معمول کی دھڑکن شمار ہوتی ہے۔ ہر مرتبہ جب بیٹری کی مدد سے دل کو دھڑکنے کے لیے برقی طاقت دی جاتی ہے تو بعض اوقات مسائل کی وجہ سے اس کی نازک تاروں کے خراب ہونے کا خدشہ بھی رہتا ہے اور بعض اوقات بیٹری کو زیادہ بجلی استعمال کرکے دل کو

دھڑکنے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ایک بیٹری جس کی عمر عموماً دس سال ہے وہ کم ہو کر دو سے تین سال تک بھی رہ جاتی ہے۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ ایک مریض کی متعدد بار سرجری کرنا پڑے۔

ایک ممکنہ صورت یہ بھی ہے کہ بعض ہسپتالوں میں اتنے زیادہ مریض اس مرض کے نہیں ہوتے اس وجہ سے وہاں تجربہ کی کمی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہاں غلطی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی نسبت جہاں سال میں بہت زیادہ اس مرض کا علاج کیا جاتا ہے وہاں تجربہ ہونے کی وجہ سے غلطیوں کا امکان بھی کم ہوتا ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب کیا آپ نے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں اکیڈیمک سرگرمیاں بھی دیکھی ہیں؟ نیا ٹیلنٹ تیار ہو رہا ہے؟

ڈاکٹر صاحب: آہستہ، لیکن ہو رہا ہے۔ بہت سے احمدی ڈاکٹرز بیرون ممالک سے جاکر وہاں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں خاص طور پر امریکہ سے۔ جرمنی سے ابھی کمی ہے کیونکہ یہاں ابھی ڈاکٹرز کم ہیں۔ جرمنی سے اس وقت مکرم وجاہت صاحب واقفِ نَو ہیں جو آئندہ چند مہینوں میں کارڈیالوجسٹ بن جائیں گے۔ میرے خیال سے واقفینِ نَو جرمنی میں سے وہ پہلے کارڈیالوجسٹ ہیں۔ ان کے بعد مکرم نادر سندھو صاحب ہیں جو جرمنی میں کارڈیالوجسٹ بن رہے ہیں۔

یہاں ایک خوشخبری یہ بھی ہے کہ مکرم ڈاکٹر نوری صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مکرم وجاہت احمد صاحب کے بارہ میں انسٹی ٹیوٹ میں خدمت کے لیے درخواست کی تھی جس کے بعد مکرم ڈاکٹر وجاہت صاحب کی باقاعدہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں تقرری ہو چکی ہے۔

طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ اور خلیفۂ وقت کی دعائیں

سوال: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا کوئی واقعہ آپ اگر بیان کرنا چاہیں؟

ڈاکٹر صاحب: 2017ء میں طاہر انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں ڈاکٹر نوری صاحب کی تجویز پر الیکٹروفیزیالوجی ڈیپارٹمنٹ قائم کرنے کے لیے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بائیں جانب مکرم ڈاکٹر عبیدہ رشید صاحب جبکہ دائیں جانب مکرم ڈاکٹر نادر سندھو صاحب (کارڈیالوجسٹ)

راہنمائی کی غرض سے خاکسار اور مکرم نادر صاحب گئے تھے۔ جب ہم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ڈاکٹر نوری صاحب کی تجویز پیش کی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بالکل جائیں۔ اس طرح سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں بھی ملیں۔ ان دعاؤں کی قبولیت کا اثر ہمیں اس وقت بھی نظر آیا جب ہم اس ملاقات کے بعد پہلی مرتبہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میڈیکل کا سامان ساتھ لے کر گئے۔ چونکہ وہاں کسٹم کے کافی مسائل ہیں اس لئے وہاں چیزیں لے جانا خاصا مشکل کام ہے۔ میرے پاس طبی آلات کے دو بکسے تھے۔ اس کے علاوہ ایک Ablationsgenerator تھا جو کہ کافی بڑا ہوتا ہے۔ اس صورتِ حال کی وجہ سے ہم پریشان ہو گئے۔ ہمارا سامان سکیننگ والی بیلٹ پر رکھا گیا اور سیکیورٹی والے بندے نے کہا کہ مجھے تو اس میں تاریں ہی تاریں نظر آ رہی ہیں۔ اور پوچھا کہ اس میں کیا ہے۔ مکرم نادر صاحب نے بتایا کہ ہم ڈاکٹرز ہیں اور یہ طبی آلات ہیں جو کہ عطیہ ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور شخص نے اس سیکیورٹی افسر کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ جسے ہم نے سمجھا کہ وہ اس سیکیورٹی افسر کا انچارج ہے۔ اس نے بھی پوچھا کہ کیا بات ہے؟ ہم نے اس کو بھی بتایا کہ ہم ڈاکٹرز ہیں اور یہ آلات ہسپتال کے لیے عطیہ لائے ہیں۔ اس نے فوراً پوچھا کہ آپ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ جارہے ہیں؟ اس کے یہ پوچھنے پر نادر صاحب کچھ گھبرا گئے اور بتایا کہ جی ہم طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ہی جارہے ہیں۔ جواباً اس آفیسر نے کہا کہ یہ بہت اچھا ہسپتال ہے۔ یہ انسانیت کی خدمت کرتا ہے۔ مَیں نے خود بھی دیکھا ہے۔ میرا کوئی رشتہ دار بھی وہاں گیا تھا جس کا انہوں نے بہت اچھا علاج کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ہمیں بہت عزت کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی اور ہمارا سامان بھی نہیں کھلوایا۔ یہ وہ خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا اعجاز تھا جو ہمیں نظر آیا ورنہ ہم تو بہت پریشان ہو گئے تھے کہ اب یہ ہمیں پکڑ کر پتہ نہیں کیا سلوک کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو عین اس وقت بھیجا کہ جس وقت ہم کافی پریشان تھے۔

ایک اور واقعہ ہے۔ چند دن قبل مَیں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ گیا تھا۔ اس بار مجھے اس بات کا بہت احساس تھا اور یقین تھا کہ مَیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے خدمت کرنے جارہا ہوں۔ مکرم ڈاکٹر نوری صاحب نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لیے لکھ دیا تھا اور نوری صاحب نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص دعا کی ہے۔ نوری صاحب نے مجھے آئی سی ڈیز ساتھ لانے کو کہا تھا جس کی قیمت پاکستان میں دس سے بارہ لاکھ ہے، میں دو آئی سی ڈیز اور چھ پیس میکر لے کر گیا تھا۔ جن کا ذاتی سامان میں پاکستان لے جانا ایک مشکل امر تھا۔ چونکہ یہ عطیہ تھا جس میں کچھ عطیہ میری طرف سے بھی تھا۔ لیکن زیادہ تر مَیں کمپنیوں سے عطیات کی صورت میں حاصل کر لیتا ہوں۔ اس مرتبہ بھی پہلی مرتبہ والی صورتِ حال تھی تاہم اس مرتبہ بھی مَیں بہت مطمئن تھا کہ ان شاءاللہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے کوئی

دائیں جانب مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب جبکہ بائیں مکرم ڈاکٹر عبیدہ رشید صاحب کھڑے ہیں (27.12.2017)

پریشانی نہیں ہوگی۔ اور اللہ کے فضل سے ہوا بھی ایسا ہی۔

مَیں نے اپنا سامان بیلٹ پر رکھا اور مَیں سکیننگ کرنے والے سیکیورٹی افسر کی طرف دیکھ رہا تھا جو سکیننگ مشین پر تھا۔ اس خیال سے کہ ابھی جب سامان مشین میں سے گزرے گا تو کچھ نہ کچھ ہوگا ضرور۔ جب میرا سامان مشین کے درمیان میں پہنچا تو اس کے ساتھ ایک اور شخص آ گیا اور اس کی توجہ اس بندے کی طرف ہوگئی۔ اسی اثنا میں میرا سامان اس مشین سے کلیئر ہوگیا۔ اس طرح اس مرتبہ بھی مَیں اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کا گواہ بن گیا، الحمدللہ۔ مجھے ویسے بھی بہت جلدی تھی کیونکہ آدھی رات کا وقت تھا اور صبح مریضوں کو آلات لگانے تھے۔ لاہور سے صبح قریباً پانچ بجے میں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ پہنچا اور اسی دن مریضوں کو وہ آئی سی ڈیز ڈال دیے گئے۔

ڈاکٹر نوری صاحب نے اس ضمن میں بتایا کہ وہ ساری رات اس پریشانی کی وجہ سے سو نہیں سکے کہ ایئر پورٹ پر سامان کا کوئی مسئلہ نہ ہوجائے۔ مَیں نے ان کو بتایا کہ جس وقت میرا سامان سکین ہورہا تھا وہ قریباً رات کے ڈیڑھ سے دو بجے کا وقت تھا۔ نوری صاحب نے بتایا کہ مَیں بھی اسی وقت نیند سے جاگ گیا تھا اور دعاؤں میں مصروف ہوگیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ عموماً اس وقت نہیں جاگتے۔ لیکن اس رات انہیں اس وقت جاگ آ گئی اور انہوں نے میرے لیے دعائیں شروع کر دیں۔

ڈاکٹر نوری صاحب کے ساتھ خدمت

سوال: ڈاکٹر صاحب آپ کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بھی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ آپ ہمیں کچھ ڈاکٹر نوری صاحب کے بارہ میں بتائیں؟ بحیثیت ایک انسان، بحیثیت ایک ڈاکٹر۔

ڈاکٹر صاحب: وہ تو ایسی شخصیت ہیں کہ ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ مَیں نے ان کا مریضوں کے ساتھ سلوک بھی دیکھا ہے جسے دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کے لئے دل سے بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں اور آنکھیں نَم ہوجاتی ہیں جس طرح کا بھی مریض ہو ویسے ہی بَن کر اس مریض کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ جب ہم ڈاکٹرز وہاں (طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ) جاتے ہیں تو ان کے حُسنِ اخلاق سے متاثر ہوکر دِل ان کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے اور ان کے ساتھ مل کر خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ میرے خیال سے پاکستان میں ان سے بہتر کوئی کارڈیالوجسٹ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ AFIC راولپنڈی میں جو بہترین کلینک ہے غالباً دس سال سے زیادہ ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ رہے ہیں۔ جو اس دور میں سب سے اچھا ہسپتال تھا۔ یہ ملٹری کا ہسپتال ہے۔ جب مَیں AFIC میں گیا تو وہاں کے موجودہ شعبہ کے سربراہ سے میری ملاقات ہوئی جس کے بعد انہوں نے میرا نام بھی اس گروپ میں شامل کرلیا تھا جس میں دنیا بھر سے ڈاکٹرز شامل ہیں۔ وہ مختلف کارڈیالوجسٹ کے ساتھ کانفرنسز کرتے ہیں جس میں ڈاکٹرز آن لائن بھی شامل ہوتے ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ قبل بھی اسی طرح کی کانفرنس ہوئی جس میں نوری صاحب بھی مدعو تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ نوری صاحب کو بہت زیادہ عزت دی گئی اور انہیں آگے نشست دی گئی۔ یعنی ابھی بھی اس ہسپتال میں نوری صاحب کو بہت عزت و تکریم دی جاتی ہے کیونکہ وہ کارڈیالوجی کے شعبہ کو قائم کرنے والوں میں سے ہیں۔ ڈاکٹر نوری صاحب نے اس زمانہ میں ایسے ایسے کاموں کا آغاز کیا تھا جو پاکستان میں تھے ہی نہیں۔ اب تو پاکستان میں بھی مختلف ہسپتال قائم ہوگئے ہیں جیسے فیصل آباد، کراچی، اسلام آباد وغیرہ میں۔

ڈاکٹر نوری صاحب کے بارہ میں میرا مشاہدہ ہے کہ اُن کے ساتھ کوئی بھی بات کرلیں اس میں وہ جماعت کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور اطاعت کا تعلق ہے۔ میرے خیال سے وہ ہر ہفتہ دو تین خط تو ضرور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھتے ہوں گے، بعید نہیں کہ روزانہ ہی لکھتے ہوں۔ ایک مرتبہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ گیا تو دو تین دن کے قیام کے دوران ہی ایک دو دعائیہ خط تو میرے وہاں خیریت سے پہنچنے اور مریضوں کی شفایابی کے لیے ہی لکھ دیئے ہوں گے۔ علاوہ ازیں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں باقاعدگی سے بھجواتے ہیں۔

مزید خدمات و مساعی

مکرم ڈاکٹر عبیدہ صاحب نے دیگر ممالک میں طبّی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا:

مجھے افریقہ میں ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت اب تک دو مرتبہ خدمت کی توفیق مل چکی ہے۔ 2020ء میں بینن اور چاڈ گیا۔ چاڈ دنیا کے غریب ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ اس ملک میں تو پیس میکر ڈالنے کا انتظام ہی موجود نہیں ہے۔ ہم جرمنی سے پیس میکر لے کر گئے تھے۔ اس ملک کی تاریخ کا پہلا پیس میکر ہمیں ہی ڈالنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ ہمارے ساتھ مکرم ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب، مکرم وجاہت صاحب، مکرم ولید سیٹھی صاحب

اور بھی کچھ بھائی تھے۔ چاڈ کے گورنمنٹ ہسپتال میں تو سرجری کرنے کا بھی سامان نہیں تھا۔ وہاں فرانس کا ایک نجی ہسپتال تھا جن سے ہم نے وہاں کے وزیرِ صحت کے ذریعہ رابطہ کیا اور ان کو بتایا کہ ہمارے پاس پیس میکر ہیں۔ لیکن ہمیں آپریشن تھیٹر اور پیس میکر لگانے کے لیے کچھ بنیادی سامان کی بھی ضرورت ہے جو اس ہسپتال میں موجود تھا۔ اس ہسپتال والوں نے ہمیں وہاں آپریشن تھیٹر اور وہاں موجود آلات کو بھی بغیر کسی معاوضہ کے استعمال کی اجازت دے دی۔ ہماری طرف سے ان کو یہ پیش کش کی گئی کہ ہم ان کو پیس میکر ڈالنا سکھا دیں گے کیونکہ انہوں نے تو وہاں کبھی یہ ڈالا ہی نہیں تھا۔ اس ہسپتال کا ہیڈ آف کارڈیالوجی اچھا انسان تھا۔ مَیں نے اس کو کہا کہ آپ ساتھ کھڑے ہوجائیں اور دیکھ لیں کہ مَیں کیسے پیس میکر ڈالتا ہوں۔ وہاں ہم نے دو مریضوں کو یہ پیس میکر ڈالے۔ ان مریضوں کے انٹرویو بھی ہیومینٹی فرسٹ والوں نے ریکارڈ کیے ہیں۔

دوسری مرتبہ ہم بینن گئے تھے۔ یہ ملک چاڈ کی نسبت ترقی یافتہ ہے۔ وہاں ایک یونیورسٹی ہسپتال ہے۔ تیس سال سے اس یونیورسٹی کا ہیڈ آف کارڈیالوجی جس کی عمر قریباً ساٹھ سے پینسٹھ سال تھی۔ کافی تجربہ کار ڈاکٹر تھا۔ جب ہم نے اسے بتایا کہ ہم دس پیس میکر لائے ہیں تو بہت زیادہ حیران ہوا اور اس کے لیے یہ یقین کرنا بہت مشکل تھا۔ جب ہم نے ایک دو پیس میکر ڈال دیے تو پھر اس کو یقین آیا کہ واقعی ہم اتنے پیس میکر عطیۃً ڈال رہے ہیں۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ تھی اور اس نے حیرانی سے کہا کہ آپ کیسے لوگ ہیں؟ مجھے یہاں تیس سال ہوگئے ہیں لیکن آج تک مَیں نے نہیں دیکھا تھا کہ کسی نے ایک بھی پیس میکر عطیہ کیا ہو۔ آپ دس پیس میکر بھی عطیہ کر رہے ہیں اور ڈال بھی رہے ہیں۔ تمام خرچ بھی خود اٹھا رہے ہیں۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی۔ پھر ہم نے اس ہیڈ آف کارڈیالوجی کو ہیومینٹی فرسٹ کا تعارف کروایا۔ جس سے وہ بہت متاثر اور خوش ہوا۔ اس نے مجھے کچھ تحائف بھی دیئے۔ اس یونیورسٹی کے طلباء بھی مجھے ملے اور بڑی

مکرم ڈاکٹر عبیدہ رانا صاحب افریقن ملک چاڈ میں طبّی خدمت کرتے ہوئے۔ (14.10.2020)

حیرت کا اظہار کیا کہ یہ ڈاکٹر تو کسی کو نہ دعوت دیتا ہے نہ تحائف۔ اس لیے آپ اس کے لیے بہت خاص ہیں جس کی وجہ سے آپ کو کھانے کی دعوت بھی دی گئی اور تحائف بھی۔

ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں۔ بینن میں ہی ایک مریض تھا جس کی عمر چالیس پینتالیس سال ہوگی۔ اس کو پیس میکر لگا ہوا تھا لیکن وہ استعمال شدہ تھا جس کو Resterilisation کر کے ڈالا گیا تھا۔ پیس میکر کی عمومی بیٹری لائف 10 سال ہوتی ہے لیکن اس استعمال شدہ پیس میکر کی لائف پانچ یا چھ سال تھی۔ جب ہم اس مریض کے پاس پہنچے تو اس پیس میکر کی بیٹری لائف قریباً چھ ماہ مزید تھی۔ اس کے دل کی اپنی دھڑکن بالکل نہیں تھی۔ یعنی اس کی زندگی کی بقا کے لیے پیس میکر لازمی تھی۔ وہ شخص مالی طور پر بھی خوشحال نہیں تھا کہ وہ نیا پیس میکر دوبارہ لگوا سکتا۔ بینن میں پیس میکر ڈالے تو جاتے ہیں لیکن زیادہ تر کیمرون کو فروخت کر دیتے ہیں اس لیے زیادہ تر لوگوں کو کیمرون جاکر پیس میکر ڈلوانا پڑتا ہے۔ یہ پروفیسر (یونیورسٹی ہسپتال کا ہیڈ آف کارڈیالوجی) بھی پیس میکر ڈالتا تھا لیکن ڈیمانڈ کے مقابلہ میں بہت کم، یعنی سال میں 10 سے 20۔ کیونکہ لوگوں کے پاس مالی استطاعت اتنی نہیں ہے۔

جب وہ مریض ہمیں ملا تو ہم نے فیصلہ کیا کہ اس کو تو ضرور پیس میکر لگانا ہے۔ کیونکہ اس کی عمر بھی کم تھی اور اس کی جان بچانے کے لیے یہ بہت ضروری تھا۔

لہٰذا اس کو پیس میکر لگا دیا گیا، الحمدللہ۔ اس کا انٹرویو بھی ہیومینٹی فرسٹ والوں نے کیا ہے۔ اس نے بہت شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے میری زندگی بچائی ہے۔

(باقی آئندہ ان شاءاللہ)

مرا مطلوب و مقصود و تمنّا خدمتِ خلق است

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو مَیں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار، میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لااُبالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 82-83)

آپ علیہ السلام منظوم فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

مرا مطلوب و مقصود و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی، میری زندگی کی سب سے بڑی تمنّا اور خواہش خدمتِ خلق ہے۔ یہی میرا کام، یہی میری ذمہ داری، یہی میرا فریضہ اور یہی میرا طریقہ ہے۔

تاریخ جرمنی (قسط دہم)

مرتبہ: مدبر احمد خان

تاریخ جرمنی

نقشہ جس میں hanseatic league میں شامل شہر نمایاں ہیں

Friedrich Barbarossa کی وفات کے بعد اس کا بیٹا Heinrich VI تخت نشین ہوا۔ اس کا دورِ حکومت مختصر رہا کیونکہ اس کی سنہ 1197ء میں جلد وفات ہوگئی۔ تاہم اس کی وفات سے ایک اہم تاریخی واقعہ یہ پیش آیا کہ بادشاہ کو منتخب کرنے کے لیے سات لوگ مقرر ہوئے، یعنی ایک طرح کا elctroral commission قائم ہوا جنہیں جرمن میں Kurfürsten کہا جاتا ہے۔ یعنی Prince electors۔ یہ سات سب سے طاقتور حاکم تھے۔ اس سے فائدہ یہ ہوا کہ ایک حتمی فیصلہ یقینی ہوگیا۔ تاہم ان کی اپنی سیاسی طاقت بھی یوں مضبوط تر ہوگئی۔ ان میں سے تین کلیسا کے Arch Bishops تھے، یعنی Mainz, Trier اور Cologne کے جبکہ چار دنیاوی حاکم تھے، یعنی

- King of Bohemia
- Count of the Palace of Rhine
- Duke of Saxony
- Margrave of Brandenburg

اس میں بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ تینوں کلیسا کے نمائندگان کا علاقہ Limes کے مغرب میں واقع تھا۔ جبکہ دنیاوی حکام میں سے تین Limes کے مشرق میں حاکم تھے۔ Heinrich VI کا بیٹا Friedrich II منتخب ہوا۔ وہ علوم کی ترویج میں پیش پیش تھا۔ لیکن اس نے اپنا تخت سلطنت کے اطالوی حصے میں رکھا۔ اور آج کے جرمنی کے علاقوں میں کم کم دورہ کیا کرتا تھا۔ ایک حیران کُن بات یہ ہے کہ اس نے عربی کا علم بھی حاصل کیا تھا، شاید اسی وجہ سے اسے یروشلم کو ایک بار پھر عیسائیوں کے لیے حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔

لیکن چونکہ اس نے اطالوی علاقے میں زیادہ سکونت اختیار کیے رکھی، اس لیے جرمنی کے علاقے کے بادشاہوں اور حکام کو اپنے اپنے علاقوں میں بہت طاقت حاصل ہوگئی۔ یوں اس پر دباؤ اس قدر بڑھا کہ اس نے Statute in favour of the princes کے نام سے ایک معاہدے پر دستخط کر دیے۔ جس سے حکام کو اپنے اپنے علاقوں میں پہلے سے بڑھ کر اختیارات حاصل ہوگئے۔

یہ دور Staufer نسل کے لیے حکومتی اعتبار سے زوال پذیری کا دَور تھا۔ اور چند ہی سالوں میں ان کی صف لپیٹ دی گئی۔ لیکن جرمنی کے لیے یہ دَور ایک سنہری دَور تھا۔ مجسمہ سازی ہو یا فنِ تعمیر، مصوری ہو یا شاعری، معیشت ہو یا تمدن، ہر اعتبار سے جرمنی کے قدم آگے سے آگے بڑھ رہے تھے اور یورپ میں جرمنی کو ایک بڑا مقام حاصل ہو چکا تھا۔ جرمنی کے شہر پھیل رہے تھے اور شہروں کی آبادی بڑھ رہی تھی۔ اس زمانے میں تاجروں کے کاروبار میں بھی خوب وسعت پیدا ہو رہی تھی۔ اور طرح طرح کا مال تجارتی راستوں سے جرمنی میں آ رہا تھا۔

جہاں مال و متاع ہو اور جہاں تجارت بڑھ جائے وہیں راہزنوں کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ سو زمینی راستے پر راہزن اور ڈاکو تعاقب میں رہتے تھے، اور بحری راستوں میں بحری قزاق۔ سو معاشی ترقی کے ساتھ تاجروں کو یہ فکر بھی دامن گیر ہوئی کہ سفر میں اپنے مال کی حفاظت کس طرح کریں۔ اس مقصد کے لیے پہلے پہلے انفرادی طور پر تاجروں نے مل کر اپنے حفاظتی انتظامات کرنا شروع کیے۔ یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے منظّم ہوتا چلا گیا اور تاجروں کی اپنی قائم کردہ ایک نجی تنظیم (جو شہری یا ملکی حکومت سے آزاد تھی) وجود میں آئی جس میں بعد میں 200 شہروں سے تاجر شامل ہوگئے۔ اس تنظیم کا نام Hanseatic League ہے۔ گو کہ اس تنظیم کا پہلا مقصد اپنی اور اپنے مال کی حفاظت تھا، تاہم تنظیم کے پھیلاؤ کی وجہ سے اس کا اثرورسوخ اور اس کی سیاسی طاقت بھی ناقابلِ فراموش تھی۔ گو کہ ان کے پاس کوئی منظّم فوج نہیں تھی لیکن اپنی تجارتی طاقت کی بنیاد پر وہ ملکوں کے اندر بحران پیدا کرنے کے بھی قابل تھے۔

Hanseatic League کے اراکین کو راستوں کی حفاظت کے علاوہ مختلف شہروں میں بہتر آرام گاہیں ملتی تھیں، بہتر معاہدے ملتے تھے اور بہتر کشتیاں بھی دستیاب تھیں۔ اس تنظیم نے اپنے نقش شہروں کی شناخت تک چھوڑے ہیں۔ Hamburg, Bremen, Rostock, Luebeck اور اسی طرح اور کئی شہروں کے ساتھ آج بھی Hanseatic City سابقے کی شکل میں لگتا ہے۔ (جاری ہے)

حوالہ جات۔

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

بقیہ: جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء از صفحہ 33

میں دوران سال جماعت احمدیہ پر ہونے والے افضال الٰہی کا تذکرہ فرمایا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کی ترقیات اور فتوحات کا یہ خاکہ پیش کرنے کے بعد مخالفین کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا وہ اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضورؑ نے ان پر یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ ’’(خدا تعالیٰ) کے قہر سے ڈرو۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ تھی۔ تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی‘‘۔

جلسہ کے آخری روز بھی ٹھیک دس بجے صبح چوتھے اجلاس کا آغاز مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی صدارت میں ہوا جس میں مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ، مکرم ایاز محمود خان صاحب مربی سلسلہ ایڈیشنل وکالتِ تصنیف یوکے، مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن و نائب امیر یوکے اور محترم رفیق حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے تقاریر کیں اور سامعین کے قلب و روح کو گرمایا۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری پر عالمی بیعت کی تقریب کا آغاز ہوا۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 109 ممالک سے تقریباً 160 قوموں کے ایک لاکھ 76 ہزار افراد کو قبولِ احمدیّت کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

ہمارے جلسہ کی یہ بھی روایت ہے کہ اختتامی اجلاس سے قبل سماجی اور سیاسی رہنماؤں کو اپنے تاثرات بیان کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور یہ مہمان جلسہ گاہ میں تشریف لاکر حاضرین سے مخاطب ہوا کرتے ہیں لیکن امسال بھی گزشتہ سال کی طرح ایسے تمام رہنماؤں نے اپنے اپنے پیغامات ریکارڈ کر کے بھجوائے تھے جنہیں اس موقع پر محترم امیر صاحب یوکے کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں سنوایا اور دکھایا گیا۔

بیعت کے بعد حضور انور سٹیج پر تشریف لے گئے اور اختتامی اجلاس کا آغاز ہوا۔حضور انور نے گزشتہ جلسوں کے اپنے خطابات کے تسلسل میں اسلامی تعلیم میں بیان کئے گئے مختلف طبقات کے حقوق پر روشنی ڈالتے ہوئے مردوں وعورتوں کے اور سائلین و محروموں کے حقوق بڑی تفصیل سے بیان فرمائے۔حضور کا یہ خطاب قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔اس دوران دنیا بھر میں لاکھوں احباب جماعت نے اسے بڑی دلجمعی سے سنا اور اس سے فیض اٹھایا، اس طرح سے اپنی نوعیت کا یہ منفرد تاریخی جلسہ سالانہ دعا کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا، الحمدللہ۔

امسال جلسہ میں مخصوص حالات کی وجہ سے صرف برطانیہ کے احمدیوں کو شامل ہونے کی اجازت تھی۔ تاہم دیگر ممالک کی بعض جماعتوں کے امرائے جماعت کو بھی نمائندگی کے لئے مدعو کیا گیا تھا اور پیشگی اجازت کے ساتھ دیگر ممالک سے محدود احباب شامل ہوئے۔ جن میں جماعت جرمنی کو یہ خصوصی اعزاز بھی نصیب ہوا کہ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اس جلسہ میں 25 سائیکل سواروں کے ہمراہ شمولیت کی سعادت پائی۔جلسہ کی کل حاضری 26ہزار 649 رہی۔

بقیہ: کچھ باتیں کچھ یادیں از صفحہ 24

اتنی تھی کہ حضورؒ کے ارشاد پر مَیں نے پھر کئی حوالوں کی کئی فائلیں بنائیں۔ کچھ چھوٹی کچھ بڑی تھیں۔ پھر مختلف مضامین کے لیے الگ بنائی گئیں کہ ممکن ہے کہ اس کی ضرورت پڑ جائے۔

ربوہ سے اسلام آباد آنے جانے کے لیے حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مَیں اپنی گاڑی پر آپ حضرات کو لے جاؤں گا۔ہم اکثر ربوہ سے مونگ رسول والی نہر والے رستہ سے جاتے آتے تھے۔سرائے عالمگیر پہنچنے کے بعد دریائے جہلم کے پُل کے شروع حصہ میں ایک سادہ سا ہوٹل ہوتا تھا۔حضرت صاحبزادہ صاحب کو تنور کی گرم روٹی اور دال بہت پسند تھی۔ اکثر ہم لوگ ناشتہ یا چائے یا کھانا وغیرہ اس ہوٹل میں کھایا کرتے تھے اور ہم نے اس وقت دیکھا کہ جو لطف اس وقت اس روٹی اور دال سے آپ لیتے تھے، وہ کسی اور اعلیٰ درجہ کے کھانا کھانے والوں کو بھی نہیں آتا ہوگا۔ کتنی سادہ زندگی تھی!

اختتامیہ

اس مختصر مضمون کے آخر میں ایک نہایت اہم واقعہ درج کر کے اپنی بات ختم کروں گا۔

24 اگست 1974ء کو اسمبلی میں سوال وجواب کا آخری دن تھا۔اس وقت آنکھوں دیکھا حال حضرت مولانا نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’جب کارروائی ختم ہوئی، یہ رات کا وقت تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر بھی ایک رِقّت کی کیفیت تھی۔ اس طرح ہم جو خدام تھے، اُس وقت ایک ایسا عالم طاری تھا کہ مَیں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا۔ خاموشی بھی تھی۔ زیرلب دعائیں بھی تھیں۔ استغفار بھی تھا۔ خدا کا شکر بھی ادا کر رہے تھے اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ آخری دن ہے اور نہ پتہ تھا کہ اٹارنی جنرل کا آخری سوال تھا جس کا جواب حضورؒ نے ارشاد فرمایا ہے۔اس ماحول میں یحیٰ بختیار صاحب اٹارنی جنرل نے حضورؒ کو مخاطب ہوکر کہا کہ مرزا صاحب جو سوالات علماء یا گورنمنٹ نے مجھے دیئے تھے، آپ تک پیش کرنے کے لیے، وہ تو میں کر چکا ہوں۔ اب میرے پاس کوئی سوال نہیں ہے۔اب بھی آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ خصوصی کمیٹی کے ممبروں سے کچھ خطاب کرنا چاہیں، ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بات سن کر قرآنِ کریم جو حضورؒ ہر اجلاس میں ساتھ رکھتے تھے، اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمانے لگے کہ مجھے آپ ممبران کی خدمت میں تیرہ دن تک آنے کا موقع ملا ہے۔ پہلے دو ایّام میں مَیں نے محضرنامہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ باقی گیارہ ایام میں آپ حضرات کی طرف سے بہت سے سوالات کئے گئے۔ ان تیرہ دنوں میں مجھ پر انتہائی سخت قسم کے سوالات کئے گئے۔ جرح کی گئی۔ مَیں قرآن کو ہاتھ میں رکھ کے اور خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ان تیرہ دنوں میں اگر کوئی شخص میرے دل کو چیر کے دیکھ سکتا تو خدا کی قسم اس دل میں سوائے خدا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کے اور کوئی چیز نہ پاتا‘‘۔

واخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین
اللّٰھم صلی علیٰ محمد و آل محمد
و بارک وسلم انک حمید مجید

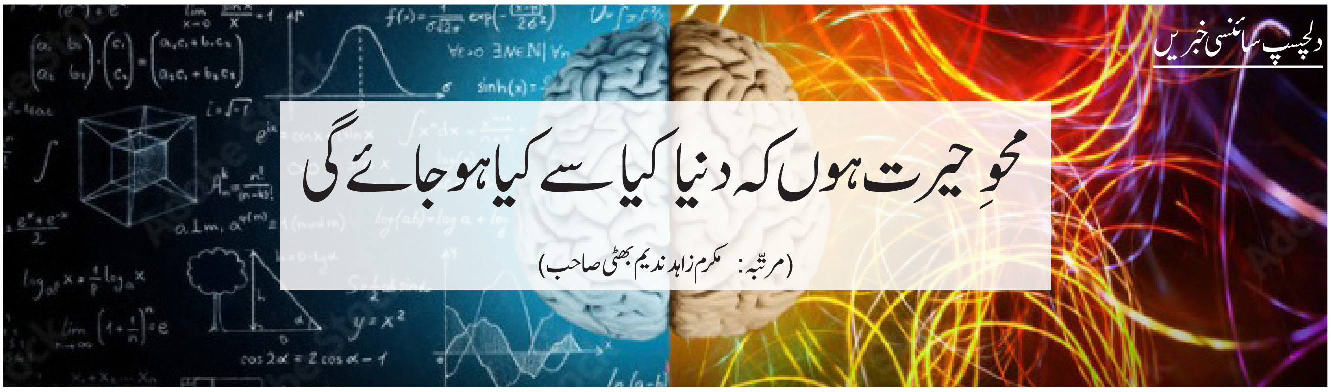

دلچسپ سائنسی خبریں

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

زمین کے علاوہ کاربن ڈائی آکسائیڈ دریافت

حال ہی میں خلا میں بھجوائی جانے والی دنیا کی سب سے بڑی جیمز ویب نامی ٹیلی سکوپ نے حتمی طور پر زمین کے علاوہ کسی سیارے پر کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO2) کا سراغ لگا لیا ہے۔اس دریافت کی اہمیت اس لحاظ سے از حد بڑھ جاتی ہے کہ کاربن زندگی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور کسی سیارے پر اس گیس کی موجودگی زندگی کی موجودگی کا امکان بہت بڑھا دیتی ہے[1]۔

تصویر بشکریہ: ناسا

انسان کا اپنی آواز پر غیرمعمولی اختیار

حال ہی میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق انسان اپنے سے ملتی جلتی مخلوقات میں سے اپنی آواز پر سب سے زیادہ کنٹرول رکھتا ہے۔اسی لیے انسانی آواز میں مختلف اظہار مثلاً رونے، چیخنے اور دوسروں کی آواز نقل کر لینے کی صلاحیت دوسری مخلوقات سے کہیں بڑھ کر پائی جاتی ہے[2]۔

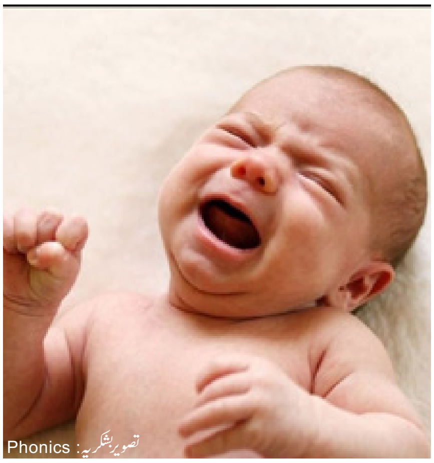
تصویر بشکریہ: Phonics

جرمنی میں مچھلیوں کی اموات کا معمہ

گزشتہ چند ہفتوں سے جرمنی اور پولینڈ کی سرحد پر واقع دریا میں سینکڑوں ٹن مچھلیاں مر چکی ہیں۔دونوں ملکوں کے محققین سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کا سراغ لگایا جا سکے۔اب تک ہونے والی تحقیق میں یہ بات تو سامنے آئی ہے کہ دریا کے پانی میں نمکیات کی مقدار زیادہ ہے جس کی وجہ سے پانی میں کائی کی ایک قسم (golden algae) کی افزائش ہوئی۔کائی کی یہ قسم ایک خاص قسم کا زہریلا مادہ پیدا کرتی ہے جو ممکنہ طور پر مچھلیوں کی موت کا باعث بن رہا ہے۔مزید تحقیق جاری ہے[3]۔

تصویر بشکریہ: بی بی سی نیوز

جہازوں کے پیچھے دھوئیں کے بادل کیوں؟

جرمن ایرو اسپیس سینٹر (DLR) میں ماحولیاتی طبیعیات کے پروفیسر الریچ شومن کا کہنا ہے۔ان بادلوں کے بننے کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔آبی بخارات، ٹھنڈی ہوا اور وہ ذرات جن پر پانی کے بخارات گاڑھے ہو سکتے ہیں۔پانی کے بخارات طیاروں کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ اس کے ایندھن میں موجود ہائیڈروجن ہوا میں آکسیجن کے ساتھ ردّعمل ظاہر کرتی ہے۔(سرد حالات میں عام طور پر منفی 40 سینٹی گریڈ سے نیچے) یہ کنڈینسیشن (condensation) کا عمل ہو سکتا ہے۔یہ بخارات طیارے کے انجنوں سے خارج ہونے والے کاربن کے ذرات پر جم کر برف کے ذرات بن جاتے ہیں۔شومن کا کہنا ہے کہ یہ عمل بڑے پیمانے پر سرد موسم سرما کے دن جمی ہوئی سانس سے مشابہت رکھتا ہے[4]۔

حوالہ جات:

1-The JWST Transiting Exoplanet Community Early Release Science Team. Identification of carbon dioxide in an exoplanet atmosphere. arXiv:2208.11692. Submitted August 24, 2022.

2-T. Nishimura et al. Evolutionary loss of complexity in human vocal anatomy as an adaptation for speech. Science. Vol. 377, August 12, 2022, p. 760. doi: 10.1126/science.abm1574.

3-https://www.bbc.com/news/world-europe-62688036

4-https://www.bbc.com/urdu/magazine-62678239

ملکی و عالمی خبریں

(منور علی شاہد)

750 سال پرانے جہاز کا ملبہ دریافت

برطانیہ کے Dorset ساحل پر قرون وسطیٰ کے بحری جہاز کا ملبہ دریافت ہوا ہے یہ بحری جہاز 1242ء سے 1265ء کے درمیان King Henry III کے زمانے کا ہے جسے "Mortar wreck" کا نام دیا گیا ہے۔ آئرش آک لکڑی (Irish oak) سے بنے ہوئے اس بحری جہاز میں پتھروں سے بنے دو پرانے کتبے بھی ملے ہیں۔ جہاز میں لگی لکڑی سے پتہ چلا ہے کہ یہ کم از کم 750 سال پرانا ہے۔

جرمن ریل سروس کے پچاس سال

جرمن ریل کے ڈوئچے باہن نے انٹر ریل کی پچاسویں سالگرہ پر مبارک باد کے پیغام کے ساتھ ٹرین کی سروس کی خوبیاں اور تاریخ بیان کی ہیں۔ آزادی، دوستی اور مہم جوئی سے بھرپور یونی انٹر ریل سے مراد پورے یورپ کی تسخیر ہے۔ اس ریل کی ابتداء 1972ء میں ہوئی تھی۔ اس ٹرین کے ذریعے مسافر 33 ممالک کے دس ہزار سے زائد تفریحی مقامات کی سیر کر سکتے ہیں۔ اس میں اٹلی، یونان اور ترکی کے مابین جہاز رانی کے راستے بھی شامل ہیں۔ مزید تفصیلات ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

جرمنی میں نوجوانوں کی کمی

جرمنی کی مجموعی آبادی میں غیر معمولی اضافہ کے باوجود جرمن نوجوانوں کی تعداد میں دس فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ اس طرح اوسط عمر کے لحاظ سے جرمنی یورپ میں نیچے چلا گیا ہے۔ ادارہ شماریات کے ڈیٹا کے مطابق 2005ء سے جرمنی میں نوجوانوں کی تعداد میں مسلسل کمی دیکھی جا رہی تھی لیکن 2021ء میں یہ تعداد نچلی ترین سطح تک پہنچ گئی ہے اور 2021 میں 15 سے 24 سال تک کی عمر کے نوجوانوں کی تعداد محض 8.3 ملین رہ گئی ہے۔ اس سے پہلے نوجوانوں کی سب سے زیادہ تعداد 1983ء میں 16.7 فیصد تھی۔

یوکرائن جنگ نے جرمنی پر مالی بوجھ ڈال دیا

روس اور یوکرائن کی جنگ کے اثرات جرمن شہریوں پر پڑ رہے ہیں جس کی ایک مثال توانائی کی قلت کے باعث انرجی سرچارج کی شکل میں سامنے آئی ہے۔ انرجی سرچارج کی شرح کا جو اعلان کیا گیا ہے اس کے مطابق یہ شرح تقریباً ڈھائی سینٹ فی کلو واٹ گھنٹہ ہوگی جس کا مطلب ہے کہ جرمن شہریوں کو اربوں یورو کا اضافی مالی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔ چند ماہ بیشتر جرمنی بھی دیگر یورپین ممالک کی طرح روسی قدرتی گیس پر انحصار کرتا تھا لیکن اب جنگ کے بعد صورتحال بدل چکی ہے۔ جرمن حکومت نے 15 اگست کو اس نئی شرح کا اعلان کیا ہے۔

جرمنی کو روسی گیس کی سپلائی بند

خبروں کے مطابق روسی کمپنی Gazprom کی طرف سے جرمنی کو عارضی طور پر گیس کی سپلائی روک دی گئی۔ عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق نارڈ اسٹریم ون پائپ لائن سے جرمنی کو تمام گیس سپلائی عارضی طور پر معطل ہے۔ اس حوالے سے جرمن نیٹ ورک ریگولیٹر کا کہنا ہے کہ جرمنی نارڈ اسٹریم ون گیس بندش کے لئے پوری طرح تیار ہے، جرمنی کے پاس گیس کا 85 فیصد ذخیرہ موجود ہے جو سردیوں میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ جرمن نیٹ ورک ریگولیٹر کے مطابق ہم نہ صرف گیس کی بچت کر رہے ہیں بلکہ ایل این جی کے ٹرمینلز بھی آ رہے ہیں۔ اس وقت جرمنی میں بیلجیم، ہالینڈ اور ناروے کی مدد سے گیس کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

ہزاروں سال پرانے انسانی قدموں کے نشانات

امریکہ میں 12 ہزار پرانے انسانی قدموں کی دریافت ہوئی ہے۔ یہ نشان امریکی ریاست یوٹا (Utah) کی ایک ائیر فورس بیس کے قریب دریافت ہوئے ہیں۔ کورنیل ٹری رنگ لیبارٹری کے محقق تھامس اربن اور ان کے ساتھی ماہر آثار قدیمہ ڈیرون ڈیوک نے ان نقوش کی نشاندہی کی۔ دریافت ہونے والے تمام نقوش میں بچوں سمیت بڑوں کے کل 88 نقوش دریافت ہوئے ہیں۔

درخت کے قریب جانے کی سزا

امریکی ریاست کیلیفورنیا کے Redwood نیشنل پارک میں ایک ایسا درخت موجود ہے جس کے پاس جانے کی سزا 5000 ڈالر جرمانہ ہے۔ نیشنل پارک کی انتظامیہ کے مطابق اس درخت کے قریب جانے والے کو 5 ہزار ڈالر جرمانہ یا چھ ماہ قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ 2006ء میں اس کی دریافت کے بعد سے اس درخت کو انسانوں سے بہت نقصان پہنچا ہے جس کی وجہ سے اس کے تحفظ کے لیے یہ پابندی لگائی گئی ہے۔

مدبّر احمد خان

مرحوم کی یاد میں

(انتخاب از مضامینِ پطرس)

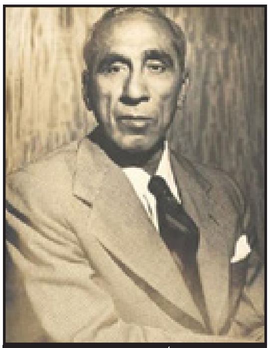

پطرس بخاری

رفتہ رفتہ میں اس چیز کے قریب آیا جس کو میرا نوکر بائیسکل بتارہا تھا۔ اس کے مختلف پرزوں پر غور کیا تو اتنا تو ثابت ہوگیا کہ یہ بائیسکل ہے لیکن مجمل ہیئت سے یہ صاف ظاہر تھا کہ ہل اور رہٹ اور چرخہ اور اسی طرح کی اور ایجادات سے پہلے کی بنی ہوئی ہے۔ پہیے کو گھما گھما کر وہ سوراخ تلاش کیا جہاں کسی زمانے میں تیل دیا جاتا تھا۔ لیکن اب اس سوراخ میں سے آمدورفت کا سلسلہ بند تھا۔ چنانچہ نوکر بولا، ''حضور وہ تیل تو سب ادھر ادھر بہہ جاتا ہے۔ بیچ میں تو جاتا ہی نہیں''۔ میں نے کہا، ''اچھا اوپر اوپر ہی ڈال دو۔ یہ بھی مفید ہوتا ہے''۔

آخر کار بائیسکل پر سوار ہوا۔ پہلا ہی پاؤں چلایا تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی مردہ اپنی ہڈیاں چٹخا چٹخا کر اپنی مرضی کے خلاف زندہ ہو رہا ہے۔ گھر سے نکلتے ہی کچھ تھوڑی سی اترائی تھی، اس پر بائیسکل خود بخود چلنے لگی لیکن اس رفتار سے جیسے تارکول زمین پر بہتا ہے اور ساتھ ہی مختلف حصوں سے طرح طرح کی آوازیں برآمد ہونی شروع ہوئیں۔ ان آوازوں کے مختلف گروہ تھے۔ چیں، چاں، چوں کی قسم کی آوازیں زیادہ تر گدی کے نیچے اور پچھلے پہیے سے نکلتی تھیں۔ کھٹ، کھڑ کھڑ، کھڑڑ کے قبیل کی آوازیں مڈگارڈوں سے آتی تھیں۔ چر، چرخ، چر، چرخ کی قسم کے سُر زنجیر اور پیڈل سے نکلتے تھے۔ زنجیر ڈھیلی ڈھیلی تھی۔ میں جب کبھی پیڈل پر زور ڈالتا تھا، زنجیر میں ایک انگڑائی سی پیدا ہوتی تھی، جس سے وہ تن جاتی تھی اور چڑ چڑ بولنے لگتی تھی اور پھر ڈھیلی ہوجاتی تھی۔

پچھلا پہیہ گھومنے کے علاوہ جھومتا بھی تھا۔ یعنی ایک تو آگے کو چلتا تھا اور اس کے علاوہ داہنے سے بائیں اور بائیں سے داہنے کو بھی حرکت کرتا تھا۔ چنانچہ سڑک پر جو نشان پڑ جاتا تھا اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مخمور سانپ لہرا کر نکل گیا ہے۔ مڈگارڈ تھے تو سہی لیکن پہیوں کے عین اوپر نہ تھے۔ ان کا فائدہ صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان شمال کی سمت سیر کرنے کو نکلے اور آفتاب مغرب میں غروب ہو رہا ہو تو مڈگارڈوں کی بدولت ٹائر دھوپ سے بچے رہیں گے۔ اگلے پہیے کے ٹائر میں ایک بڑا سا پیوند لگا تھا جس کی وجہ سے پہیہ ہر چکر میں ایک دفعہ لمحہ بھر کو زور سے اوپر اُٹھ جاتا تھا اور میرا سر پیچھے کو یوں جھٹکے کھا رہا تھا جیسے کوئی متواتر ٹھوڑی کے نیچے مکے مارے جا رہا ہو۔ پچھلے اور اگلے پہیے کو ملا کر چوں چوں پھٹ۔ چوں چوں پھٹ... کی صدا نکل رہی تھی۔

جب اتار پر بائیسکل ذرا تیز ہوئی تو فضا میں ایک بھونچال سا آگیا اور بائیسکل کے کئی اور پُرزے جو اب تک سو رہے تھے۔ بیدار ہو کر گویا ہوئے۔ ادھر ادھر کے لوگ چونکے۔ ماؤں نے اپنے بچوں کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ کھڑڑ کھڑڑ کے بیچ میں پہیوں کی آواز جدا سنائی دے رہی تھی، لیکن چونکہ بائیسکل اب پہلے سے تیز تھی اس لیے چوں چوں پھٹ، چوں چوں پھٹ کی آواز نے اب چچوں پھٹ، چچوں پھٹ، کی صورت اختیار کرلی تھی۔ تمام بائیسکل کسی ادق افریقی زبان کی گردانیں دہرا رہی تھی۔

اس قدر تیز رفتاری بائیسکل کی طبع نازک پر گراں گزری۔ چنانچہ اس میں یک لخت دو تبدیلیاں واقع ہوگئیں۔ ایک تو ہینڈل ایک طرف کو مڑ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں جا تو سامنے کو رہا تھا لیکن میرا تمام جسم دائیں طرف کو مڑا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ بائیسکل کی گدی دفعتًہ چھ انچ کے قریب نیچے بیٹھ گئی۔ چنانچہ جب پیڈل چلانے کے لیے میں ٹانگیں اوپر نیچے کر رہا تھا تو میرے گھٹنے میری تھوڑی تک پہنچ جاتے تھے۔ کمر دُہری ہو کر باہر کو نکلی ہوئی تھی اور ساتھ ہی اگلے پہیے کی اٹھکیلیوں کی وجہ سے سر برابر جھٹکے کھا رہا تھا۔

گدی کا نیچا ہوجانا ازحد تکلیف دہ ثابت ہوا۔ اس لیے میں نے مناسب یہی سمجھا کہ اس کو ٹھیک کرلوں۔ چنانچہ میں نے بائیسکل کو ٹھہرا لیا اور نیچے اترا۔ بائیسکل کے ٹھہر جانے سے یک لخت جیسے دنیا میں ایک خاموشی سی چھا گئی۔ ایسا معلوم ہوا جیسے میں کسی ریل کے اسٹیشن سے نکل کر باہر آگیا ہوں۔ جیب سے میں نے اوزار نکالا، گدی کو اونچا کیا، کچھ ہینڈل کو ٹھیک کیا اور دوبارہ سوار ہوگیا۔

دس قدم بھی چلنے نہ پایا تھا کہ اب کے ہینڈل یک لخت نیچا ہوگیا۔ اتنا کہ گدی اب ہینڈل سے کوئی فٹ بھر اونچی تھی۔ میرا تمام جسم آگے کو جھکا ہوا تھا، تمام بوجھ دونوں ہاتھوں پر تھا، جو ہینڈل پر رکھے تھے اور برابر جھٹکے کھا رہے تھے۔ آپ میری حالت کو تصوّر کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ میں دور سے ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے کوئی عورت آٹا گوندھ رہی ہو۔ مجھے اس مشابہت کا احساس بہت تیز تھا جس کی وجہ سے میرے ماتھے پر پسینہ آگیا۔ میں دائیں بائیں لوگوں کو کنکھیوں سے دیکھتا جاتا تھا۔ یوں تو ہر شخص میل بھر پہلے ہی سے مُڑمُڑ کر دیکھنے لگتا تھا لیکن ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے لیے میری مصیبت ضیافتِ طبع کا باعث نہ ہو۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

مکرم ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب سابق مبلغ سلسلہ ہالینڈ ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب بنگالی سابق مبلغ انچارج امریکہ مؤرخہ 7/اگست 2022ء بعمر 86سال کراچی میں وفات پاگئے۔انالله وانا الیہ راجعون۔

مرحوم 4 دسمبر 1936ء کو ڈھاکہ بنگلہ دیش میں پیدا ہوئے اور 1958ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی جس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی تقرری ہالینڈ میں فرمائی۔ آپ پہلی مرتبہ 14 اگست 1961ء کو بطور مبلغ ہالینڈ پہنچے اور 11 اکتوبر 1964ء تک خدمت کی توفیق پاتے رہے جبکہ دوسری بار 7 دسمبر 1967ء کو دوبارہ ہالینڈ میں تقرری ہوئی اور 2 ستمبر 1971ء تک خدمت کی توفیق پاتے رہے۔

ہالینڈ میں مسلمانوں کے لیے اسلامی طریق پر ذبیحہ کرنے کی پابندی تھی مولانا صاحب نے مسلمانوں کے اس مسئلہ کے حل کے لیے حکومت کے متعلقہ محکمہ کو خطوط لکھے جس کے نتیجہ میں حکومت کے طرف سے اس کی اجازت مل گئی۔ آپ نہایت نرم دل، عاجز اور محنتی خادم دین تھے۔

مرحوم کی نماز 8 اگست 2022ء کو ادا کی گئی جس کے بعد گلشن احمد قبرستان میں تدفین ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے، ایک بیٹی، تین بھائی اور دو بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔

(سلیم الدین خان، حلقہ بیت السبوح فرانکفرٹ)

مکرم ریاض احمد صاحب

خاکسار کے ابا جان مکرم ریاض احمد صاحب ابن مکرم مرزا خاں صاحب مؤرخہ 28 جولائی 2022ء بعمر 66 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، انالله وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق گاؤں کنگ چنن ضلع گجرات سے تھا۔

مرحوم مکرم چودھری ظہور احمد صاحب سابق امیر ہمبرگ کے چھوٹے بھائی تھے۔

والد صاحب سخی اور بہادر انسان تھے۔ اپنوں اور غیروں کی جس حد تک ممکن ہوتا مالی مدد کیا کرتے تھے۔ آپ کو جماعت کے مخالف ملاؤں کی وجہ سے جیل بھی جانا پڑا۔

مرحوم کے لواحقین میں بیوہ، تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہے۔ (سہیل ریاض۔ مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ جرمنی)

مکرم جہانگیر احمد گھمن صاحب

جماعت کاسل کے دیرینہ خادم مکرم جہانگیر احمد گھمن صاحب ابن مکرم چودھری مظفر حسین صاحب گھمن مؤرخہ 13 اگست کو بعمر 77سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، انا لله وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد محترم چودھری مظفر حسین صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے 18سال کی عمر میں بیعت کرنے کی سعادت پائی اور زندگی وقف کرکے تحریک جدید میں بطور انسپکٹر بیت المال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اکتوبر 1987ء میں مع فیملی جرمنی آگئے اور Immenhausen جماعت میں 9 سال تک بطور صدر جماعت، ریجنل سیکرٹری اشاعت اور 16سال سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔

آپ موصی اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ خوش اخلاق، مہمان نوازی، حلیم الطبع اور خدمت دین میں وقت صرف کرنے والے انسان تھے۔ 1994ء میں خاکسار کو خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے مرکز نے ریجنل امیر کاسل نارڈ ہیسن کی ذمہ داری سونپی تو خاکسار ریجنل مشن کی تلاش میں Immenhausen گیا تو مکرم جہانگیر صاحب کے گھر قیام کیا اور ان کی فیملی کو مہمان نواز اور جماعتی عہدیداران کی خدمت کرنے والا پایا۔ آپ نے مشن ڈھونڈنے میں بھی ہماری مدد کی اور امن ہاؤزن میں ہی ایک گلاس فیکٹری کے گیسٹ ہاؤس کے متعلق بتایا جو فیکٹری فروخت کر رہی تھی۔ یہی گیسٹ ہاؤس بعد میں بیت الظفر نام سے منسوب ہوا۔ آپ نے اس کی تیاری میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور وقار عمل کرنے والوں کی نہایت احسن رنگ میں مہمان نوازی بھی کی۔

موصوف کو 1996ء اور 1997ء میں آمد کے موقع پر بطور صدر جماعت خدمت کی بھی سعادت ملی۔ آپ خلافت سے والہانہ عشق رکھنے والی شخصیت تھے اور باقاعدگی سے دُعا کے لیے خطوط لکھتے رہتے تھے۔

جماعت مالی معاملات میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ چندہ کی وصولی کے معاملہ میں آپ کا طریق تھا کہ سب سے پہلے اپنا چندہ ادا کرتے اور پھر دیگر احباب سے وصول کرتے۔ مرحوم کی نماز جنازہ 16 اگست 2022ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ (طارق لطیف بھٹی سابق ریجنل امیر کاسل ہیسن نارڈ)

محترمہ حنیفہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ حنیفہ بیگم صاحبہ مؤرخہ 12 اگست 2022ء بعمر 70سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، انا لله انا الیہ راجعون۔

مرحومہ 1953ء میں مکرم محمد دین صاحب آرائیں کے ہاں ناصر آباد سٹیٹ سندھ میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم کنری میں بی اے تک حاصل کی اور 29سال بطور استانی ملازمت کی اور ہیڈ مسٹرس کے عہدے سے ریٹائر ہوئیں۔ 2008ء میں ہجرت کرکے جرمنی آگئیں۔

مرحومہ تہجد گزار، صوم و صلوٰۃ کی پابند، ملنسار، منکسر المزاج اور ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آنے والی نیک خاتون تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے، 15 نواسے نواسیاں، ایک پوتی اور چار پوتے یادگار چھوڑے ہیں۔

مرحومہ کی نماز جنازہ 16 اگست کو ادا کی گئی جس کے بعد Rüsselsheim کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

(محمد اشرف، زعیم مجلس انصاراللہ Rüsselsheim süd)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء کی تصویری جھلکیاں

امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب لنگر خانہ کے انتظامات کا جائزہ لیتے ہوئے

جلسہ سالانہ کے پنڈال کی تیاری کے لیے وقارِ عمل

مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی اور سیکرٹری امورِ خارجیہ جرمنی پریس کانفرنس کے دوران

دورانِ معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ ہیومینیٹی فرسٹ کے سٹال پر

تاریخ احمدیت کی نمائش گاہ

شعبہ اشاعت جرمنی کا بک سٹال

مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی اور افسران جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء کارکنان لنگر خانہ کے درمیان

تصاویر بشکریہ: شعبہ سمعی و بصری جرمنی

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 23 | ISSUE 09 | September 2022

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de